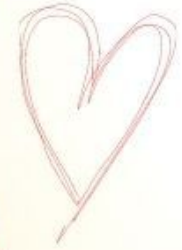


فرزانہ حبیب کا نیا ناول



متاع جان

www.burnernews.com



متاعِ جاں

فرزانہ حبیب



ایک ہفتے پہلے اُن کا ٹرپ لاہور سے مری پہنچا تھا۔ دسمبر کے آخر کی وجہ سے سب سے پہلے ہوا تھیں اور دھند نے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ موسم کے تیز بھی خطرناک دایر آلود تھے۔ کسی بھی وقت تیز بارش کے ساتھ ڈالہ باری بھی متوقع تھی۔ اسی موسم سے لطف اندوز ہونے کے سبب مری میں معمول سے ہٹ کر سیر و سائے کے شوقین لوگوں کا ایک جھوم تھا۔ گرم کپڑے، گلوں اور شال لپیٹ لوگ ادھر، ادھر موسم سرما کی ٹھنڈک انجوائے کر رہے تھے۔ ۲۵ دسمبر (کرسمس ڈے) کی وجہ سے معمول سے زیادہ سیاحوں کا رش تھا۔ ہوٹل، ریسٹورانٹ اور بڑی بڑی تفریح گاہوں یہاں تک کہ مال روڈ کو بھی مرکزی لائن اور کرسمس ٹری اور رنگ برنگی قہقہوں سے سایا گیا تھا۔ سائتا کلاز سے مصافحہ کرتے اور چاکلیٹ وصول کرتے بچے، بڑے

خوش دکھائی دے رہے تھے۔ شاید بھی ان تمام مناظر نے لطف اندوز ہوتے اپنے گروپ کے ساتھ رہائش ہوٹل کے قریب واقع کافی شاپ پر - گرما گرم بھاپ اڑاتی کافی کے گگ سے بظاہر لطف اندوز ہو رہی تھی۔ مگر اس کا ذہن اس وقت کہیں اور ہی غور پرواز تھا۔ مہینے کا آخر ہے اس سے چھوٹی نازش اور دانیال کے لئے گرم سویٹر اور اسکول شوز بھی خریدنا ضروری ہے اور پھر سردیوں کی وجہ سے لاہور میں سر شام ہی ہر طرف سناٹا چھا جاتا ہے جس کی وجہ سے اپا کی میکینک کی دکان بھی جلد ہی بند ہو جاتی۔ اس موسم میں آمدن بہت کم ہوتی تھی۔ مگر اُس کے مع کرنے کے باوجود اپنے اصرار کر کے اپنی جمع پونجی سے اسے کالج ٹرپ پر بھیج دیا تھا۔ وہ یہاں تو آگئی تھی مگر اب اس کے پاس صرف 10,000 روپے تھے۔ اپنی امیر ترین اہلیت

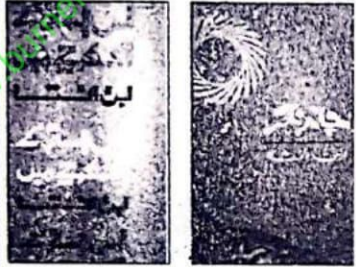
مکمل ناول



شگفتہ شگفتہ رواں دواں



ابن انشا کے شعری مجموعے



لاہور اکیڈمی

پبلی منزل محمد علی امین میڈین مارکیٹ 207 - نجی روڈ اردو بازار لاہور
فون: 042-37310797, 042-37321690

پڑے "حمیرا نے ہمیشہ کی طرح اُس کا دماغ درست کرتے تبیہ کرنی چاہی۔"

"Oh Come on!، اس لوئر مڈل کلاس لڑکی کے ساتھ وہ کرتھاری سوچ بھی دیا تو سی ہو گئی ہے ویسے بھی میں نے کیا کہہ دیا؟ سچ کا آئینہ ہی تو دکھایا ہے۔" ابھی بھی اس کی شان بے نیازی عروج پر تھی۔ شانیہ نے اپنی آنکھوں سے اُمدتے آنسوؤں کو اُن سے مخفی رکھتے مسکرا کر کہا۔

"حمیرا! تم میری وجہ سے اس سے مت لڑو، ویسے بھی اُس نے ایسا کچھ غلط بھی نہیں کیا یہ تو بس میرے بابا کے اصرار پر میں یہ یہاں آ گئی۔"

میرے بابا بہت سیدھے سادھے انسان ہے انہیں نہیں معلوم کہ دنیا کتنی سفاک اور ظالم ہے یہ ہم جیسے غریب لوگوں کو انسان نہیں بلکہ زمین پر ریٹکنے والا کیڑا سمجھتی ہے۔ مگر یاد رکھنا عالیہ! وقت بھی ایک جیسا نہیں رہتا، میں اپنے باب کا فخر اور مان ہوں آج تم جیسی دولت پر اتنا اُڑ رہی ہو کل کو میری دسرس میں بھی ہو سکتی ہے اور تم عرش سے فرش پر بھی زمین بوس ہو سکتی ہو۔ لہذا بہتر ہے اپنے جیسے انسانوں کو انسان سمجھو اور شکر ادا کیا کرو کہ تم اتنی لگژری لائف کے ساتھ پیدا ہوئی ہو۔" شانیہ نے تاؤ سی انداز میں اسے سمجھانا۔

"بس، بس بند کرو اپنا یہ لیکچر، حمیرا جیسے ہی تمہارا اس انداز سے متاثر ہو گئے مگر میں نہیں، میں تم مجھ سے جل رہی ہو جو بد عادی بنے پر اُتر آئی ہو نہ کہ کہتے وہ پاؤں تلختے آگے بڑھ گئی جبکہ حمیرا اور وہ اسے تا سف سے دیکھ کر رہ گئے۔ حمیرا نے زبردستی اُسے دو گرم سوٹ اپنی دوستی کا واسطہ دیکر دلوائے جسے اُس نے اس شرط پر قبول کیا کہ اگلے ماہ اپنی ٹیوشن فیس سے وہ

پروفیسرز کے ساتھ ہی رہنا تھا۔ اُس کی دوسری بی بی اسی کی طرف واپس آ رہی تھیں۔ اُس نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔ اور ان کی خریداری کے بارے میں پوچھنے لگی۔ وہ بڑی رجوش ہو کر اپنے شاپنگ کے بارے میں بتانے لگی۔

"یار شانیہ! تم بھی ہمیں جوائن کرتی، قسم سے بہت مزہ آیا اگر تم نے وہ تین بارڈیکارٹس پر بھی توجہ نہیں دی تو ہم خود ہی چلے گئے، تم نے مائنڈ تو نہیں کیا؟" اس کی قریبی دوست حمیرا نے پوچھا۔

"ارے نہیں، بس ویسے ہی میرا دھیان گھر کی طرف چلا گیا تھا کبھی ابا اور مہلی کے بغیر اس طرح تنہا کہیں گئی نہیں پس اس لئے تھوڑا easy، فیل کر رہی تھی۔ بٹ ناؤ I'm Ok!" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"ہونہ صاف کہو نا، اتنے بڑے بڑے شاپنگ مال میں خریداری کرنا تم! فورڈ نہیں کر سکتی، اب اسکارلشپ کی وجہ سے اتنے بڑے کال میں اگر تمہارا داخلہ ہو گیا ہے تو اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ تم ہم جیسے Upper Class کا مقابلہ کر سکو، تمہیں یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔" عالیہ نے گلاسز اپنے فریش بیئر گنگ بالوں پر ٹکاتے چیونک چپاتے ازلی حقارت سے کہا تو شانیہ اُسے ڈبڈبا لی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

"Stop it!" عالیہ اسکارلشپ نے اس مقام تک پہنچنا ہی اصل کامیابی ہے تم اور میں اپنے باپ کے نام اور دولت کی وجہ سے ہائر اسٹڈیز کر رہے ہیں تو اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں پلیز اپنے احساس برتری کے کیڑے کو دماغ سے نکال دو، ایسا نہ ہو تمہیں اپنی اس خود سر عادت کی وجہ سے کبھی کوئی بہت بڑا نقصان اٹھانا

فہمی سے تعلق رکھنے والی کلاس فیلوز کے ساتھ مینگے ریسٹورنٹ میں ڈنر لے کر نا اور مینگے ترین شاپنگ مال سے خریداری کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ انہی سوچ میں غلطیاں نہ جانے کب اس کی دوست اُسے چھوڑ کر شاید برابر واقع شاپنگ سینٹر میں جا چکی تھی اس نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔ اس طرح وہ اتنی مہنگی خریداری کرنے سے بچ گئی تھی۔ یہی سب سوچتے وہ اپنا کافی کا کپ اٹھا کر (جو نہ جانے کب کا ٹھنڈا ہو چکا تھا) کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگی کہ سامنے سے آتے نوروز سے بری طرح ٹکرائی۔ جس سے اس کی بچی کچی کافی نوروز کی وائیٹ Hoodi پر بڑے خوبصورت نقش و نگار بناتے اس کے بلیک پچھماتے جو گرز کے سامنے سجدہ ریز ہو گئی۔ اس صورتحال پر شانیہ کی شرمندگی و ندامت سے نگاہ نہ اٹھ سکی۔ اُس نے جھکی جھکی نگاہ سے ہی کہا۔

"I'm Sorry!، دراصل میں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا، ویسے غلطی آپ کی بھی تھی، آپ کو اتنی جالت میں نہیں آنا چاہیے تھا۔" شانیہ نے آخر میں اپنی ازلی خود اعتمادی کے ساتھ اُسے بھی غلطی کا احساس دلانا چاہا۔ اس سے پہلے نوروز اس کی بات کا جواب دیتا۔ ویٹران کے قریب آ چکا تھا۔

"سر پلیز آپ واشنگ ایریا میں تشریف لے جائیں وہاں ہمارا سرونٹ پہلے ہی سے آپ کی بیلیپ کے لئے موجود ہے۔" ویٹران کے مؤدبانہ انداز سے لگ رہا تھا کہ شاید وہ ان کا مستقل کسٹمر تھا۔ نوروز نے ایک مسکرائی نگاہ اُس پر ڈالی اور ویٹران کی تقلید میں روانہ ہو گیا۔ جبکہ شانیہ نے کندھے اُچکاتے باہر کا رخ کیا۔ بہر حال اس شہر میں وہ انجینیئر تھی اور اُسے اپنے دوستوں و

اپنے پیسے واپس لوٹا دے گی۔ حمیرا اُس کی خود دار فطرت کو جانتی تھی لہذا راضی ہو گئی۔

۲۶ دسمبر کو وہ عادت کے مطابق فجر کے وقت ہی اٹھ گئی تھی اور اب نیند نہیں آرہی تھی تو نماز کے بعد چہل قدمی کے ارادے سے گلاس ڈور کھول کر اُس نے لان کا رخ کیا جہاں ٹھنڈی ہوا کے جھوکوں نے اس کا بھر پورا استقبال کیا۔

وہ ایک مشہور کن احساس کے ساتھ آنکھیں بند کئے گلاب کے پھولوں سے اٹھتی۔ خوشبو کو سانسوں میں اتارتے آگے بڑھنے لگی کہ کبھی کے ورزشی کسرتی کندھوں سے ٹکرائے اُسے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ اُس نے پت سے آنکھیں کھولیں تو سامنے جو گنگ ڈریس میں کھڑے نوروز کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

”ایک تو میں! آپ کو پتہ نہیں کیوں بے دھیانی میں چلنے کی عادت ہے ہر بار آپ میرا نقصان کر دیتی ہیں“ نوروز کی بات پر شایہ کاغص سے چہرہ سرخ ہو گیا۔

”میسٹر ہر بار آپ کا قصور ہوتا ہے اور آپ مجھے ہی مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں آخر آپ ہر وقت اسٹے ہوا کے کھوڑے پر سوار کیوں ہوتے ہیں؟“ وہ اپنی چوٹ بھول کر اب اُس نے تفتیش کر رہی تھی۔

”سر ٹھیک 9:15 صبح پر آپ کی شاہ گروپ آف انڈسٹریز کے ساتھ میٹنگ ہے آپ کا ڈریس اور بریک فاسٹ ریڈی ہے۔“ ہوٹل کے منیجر نے خود آکر اسے انعام کیا تو شایہ نے اُسے الجھ کر دیکھا۔ نوروز نے کچھ جتنی نگاہ سے اُسے دیکھا اور سامنے سے آتے ویٹر کے ہاتھ سے فریٹش جوس کا گلاس لیکر اسے Have a good day! دے کر تے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اسی وقت موسم نے انگریزی لی ہر سوکالی

گھٹا چھا گئی۔ بوند باندی کے ساتھ برف باری شروع ہو گئی تھی۔ ہوٹل کے پرسکون ماحول میں ایک دم ہلچل مچ گئی۔ ہر کمرے میں شہری فیملیز، بچے اور منگلے شوخ لڑکے لڑکیوں نے باہر کا رخ کیا۔ حمیرا بھی اپنے کالج ٹرپ کے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ اُسے ڈھونڈتے وہاں تک پہنچی۔

”اوہو! شایہ تم یہاں ہو چلو جلدی سے ڈانٹنگ ایر یا سب تمہارا ناشتہ پر انتظار کر رہے ہیں۔“ سر نے کہا ہے ”پھر ہمیں بھور پینا سے نکلنا ہے آف موسم کتنا حسین ہو رہا ہے! جلدی کرو، ورنہ سب ہمیں چھوڑ کر نکل جائیگے۔“ برف کے ٹکڑوں کو ہاتھ میں لیتے اُس نے بجلت میں کہا۔ تو شایہ بھی موسم کی خوبصورتی میں کھوکھو سب کچھ فراموش کیے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ پھر گرم کپڑے، ٹکڑا اور اماں کی ہاتھ کی کارڈھی مہرون شیل کی چادر اپنے گرد لپیٹے وہ بھی سب کے ساتھ موسم انجوائے کرنے کیلئے تیاری کرنے لگی۔ برفباری نے ہر شے کو چاندی جیسا دھوا دھیا لباس پہنا دیا تھا۔ ٹھنڈی بھٹی پانیوں کی جھیل دیو قامت بلند و بالا پہاڑ برف کا لبادہ اوڑھ کر قدرت کی صنائی کا منہ بولتا خوبصورت شاہکار لگ رہے تھے۔ شایہ مسکرا کر محویت سے اُنہیں دیکھنے لگی۔ دوستوں کے ساتھ برف کے گولے بنا کر ایک دوسرے پر پھینکا اور Ice Man کا Statue بنانا اسے بہت دلکش لگ رہا تھا۔ حمیرا کے Statue توڑنے پر پہلے تو اسے گھور کر دیکھا پھر کھلکھلا کر ہنسی چلی گئی یہ جانے بغیر کہ وہ کھو جاتی آنکھیں یہ منظر اپنے کمرے میں قید کر چکی ہیں۔

دوسرے دن ان کی واپسی تھی کیونکہ مسلسل برفباری کی وجہ سے راستے بند ہو جانے کا خدشہ

تھا۔ لہذا اپنے پروفیسر کی ہدایت پر وہ لوگ واپسی کی سفر کی تیاری کر رہی تھیں۔ انہوں نے ہنسنے مسکراتے خوبصورت یادوں کے ساتھ مری کو الوداع کیا۔ مگر یہی سے شایہ کی سیدی سادھی زندگی میں ایک نیا موڑ آیا تھا۔

آج شام ہی وہ گھر پہنچی تھی سب اُسے دیکھ کر ایسے خوش ہوئے جیسے ایک ہفتے بعد نہیں ملنے والے دوست ہوئی ہو یا ابھی دکان بند کر کے آچکے تھے۔ اماں نے کمرے کے کونے میں ایندھن جلا کر گرم کیا۔

”باہی! مری میں تو بہت مزہ آیا ہوگا میں نے ٹی وی پر برفباری کے مناظر دیکھے تھے ہائے کتنا زوئی کے گالے کی طرح سفید برف؟ کتنے ایچے لگ رہے ہونگے؟ تم نے تو اپنے ہاتھوں میں اُن کی ٹھنڈک محسوس کی ہوگی؟“ اس سے چھوٹی نازش نے حسرت سے کہا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

”ارے بھی یقین کرو، تم لوگوں کے بغیر بالکل اچھا نہیں لگا۔ انشاء اللہ اگلے سال جب تمہاری باہی کے فائنل ایئر مکمل ہو جائیگا تو ایک اچھی سی ملازمت مجھے مل جائے گی، پھر ہم سب ایک ساتھ مری کی تمام شمالی علاقہ جات دیکھنے جائیں گے۔“ اُس نے اپنے بہن بھائیوں کو پیار کرتے ہوئے اُمید کے جھنڈے تھمائے جن سے ان کی آنکھیں خوشی سے دھنکے لگیں۔

اماں اور باہی اپنی اپنی اس سختی اور فرمانبرداری بیٹی کو محبت سے دیکھنے لگے۔ ان کی بیٹی ہی ان کے لئے اچھے روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔ وہ اپنے خاندان کی واحد لڑکی تھی جس نے اتنے کم وسائل کے باوجود میٹرک کے بعد ٹیوشن اور سلائی کر کے نہ صرف اپنی تعلیم جاری رکھی بلکہ

انٹر میں پورے ضلع بورڈ میں ٹاپ کرنے پر اُسے اسکا لرشپ بھی ملا تھا جس سے اس کا شہر کے مشہور و مہنگے کالج میں ہائر اسٹڈیز تکمیل کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا تھا۔ لیکن اُس نے اپنی حسرتوں اور ناتمام خواہشات کو کبھی اپنی کمزوری یا احساس کمتری نہیں بننے دیا نہ ہی اُس نے کالج میں کسی سے اپنی حیثیت چھپائی تھی جس پر کچھ اسٹوڈنٹس نے اس کی ذہانت و گن کو سراہا تھا جبکہ عالیہ جیسی معزز اور بگڑی ہوئی امیرزادیوں نے اس کا ہر لمحہ مسخر بنی اڑایا تھا۔ ان سب کے باوجود شایہ نے اپنی خود اعتمادی کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ خمیرا جیسی مخلص دوست کا ساتھ ہی اس کے لئے آگے بڑھنے کے لئے کافی تھا۔ وہ اپنی حیثیت کے مطابق اپنے والدین اور بہن بھائی کے لئے سویٹرز اور گرم کپڑے لیکر آتی تھی اُسے پا کر ہی اس کے بہن بھائی خوش تھے واقعی والدین کی بے لوث محبت اور بہن بھائی کے خلوص سے بڑھ کر کائنات میں کوئی دولت نہیں اور وہ اس معاملے میں خود کو دنیا کی خوش قسمت اور امیر ترین لڑکی سمجھتی تھی۔ یہی سب سوچتے وہ مسکراتے ہوئے نیند کی وادی میں گھوٹی۔

امتحانات کی تیاری کی وجہ سے اُن کا کالج دو دن بعد کھل چکا تھا وہ کالج بریک میں لان میں موسم سرما کی دھوپ سیننے کے ساتھ مونگ پھلی اور کیٹو سے بھی انصاف کر رہی تھیں۔ ساتھ ساتھ حمیرا کو اپنے بہن بھائی کی تحفہ ملنے کے بعد کی خوشی بتا رہی تھی۔ جسے حمیرا بڑے انہماک سے سن رہی تھی۔

”یار تم کتنی لگی ہو؟ میں تو اکلوتی ہونے کی وجہ سے کسی سے اپنی بات شیئر بھی نہیں کر سکتی۔“ پاپا اپنے بزنس میں مصروف اور ماما کی اپنی سوشل

گید رنگ ہے وہ مجھے اپنے ساتھ پارٹیز میں لے جانا چاہتی ہیں بٹ مجھے وہاں بہت بوریت لگتی ہے لہذا میں نے ان کے ساتھ جانا چھوڑ دیا، اب سارا دن ٹی وی اور موزیک دیکھ کر پور ہوتی رہتی ہوں۔“ حمیرا نے حسرت سے کہا تو شاید اُسے بے یقینی سے دیکھنے لگی۔

”بھلا ان جیسے امیر دولت مند لوگوں کو بھی کسی چیز کی کمی ہو سکتی ہے؟“ اس نے دل میں سوچا۔ ”مجھے پتہ ہے تم کیا سوچ رہی ہو، یار دولت سے میں سب کچھ خرید سکتی ہوں مگر خلوص و اپنائیت اور سب سے بڑھ کر وہ قیمتی وقت جو آپ، اپنوں کے درمیان گزارتے ہیں اس کی کوئی قیمت نہیں اور اس معاملے میں تم بہت لگی ہو۔“ حمیرا کی بات پر وہ صرف مسکرا ہی سکی۔

”ہائے گاڑ! کون لگی ہے؟ کس کی بات ہو رہی ہے؟“ اسی وقت عالیہ کی آمد ہوئی۔

”نہیں بس ایسے ہی، اور تم سناؤ کہاں غائب تھیں؟ سارا دن نظر ہی نہیں آئی۔“ حمیرا نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

”ہاں بس ابھی کالج آئی ہوں، قسم سے مری جا کر پور ہوگی بس تمہاری دوست کی وجہ سے چلی گئی تھی ورنہ بچپن سے ہزار بار دیکھا ہوا ہے چنے چنے سے واقف ہوں، You Know! میرا ارادہ کوہنٹا اور پاپا کے ساتھ سوئیٹر لینڈ جانے کا تھا۔“ اُس نے کافی کا سپ لیتے شایہ کو سناتے ہوئے جتلا یا مگر شایہ نے ہمیشہ کی طرح بے نیازی کا مظاہرہ کیا جس پر وہ اندر ہی اندر تپ کر رہ گئی۔

”پتہ نہیں خود کو سمجھتی کیا ہے؟ نہ حیثیت اور نہ رتبے میں ہم سے آگے، پھر بھی کس بات کا اتنا غرور ہے؟ شکل و ذہانت کیا اللہ نے دے دی تو خود کو Princess سمجھنے لگی ہے۔“

”اوکے! کوئی بات نہیں اگلی بار چلی جانا دوستوں کے ساتھ کمپنی کا اپنا ہی مڑہ ہے۔ ویسے بھی یہ ہمارا لاسٹ ایئر ہے بس یہاں گزارا وقت اور دوستوں کی باتیں اور یادیں ہی ہمارا سرمایہ ہوں گی۔“

”سچ مجھے تو تمہارے اور شایہ کے ساتھ جا کر ایسا لگ رہا تھا جیسے پہلی بار آئی ہوں۔“ حمیرا نے ہمیشہ کی طرح بات سنبھالی۔

”خیر یہ بتاؤ، اس وقت آنے کا کیا مقصد؟“ ”ہاں بس تمہیں بتانے آئی تھی کہ کل New Year کے سلسلے میں گیٹ نو گیدر پارٹی رکھی ہے تم نے ضرور آنا ہے اور ہاں شایہ تم بھی Invited ہو، بہر حال دوست ہو ہماری تو تمہیں کیسے بھول سکتی ہوں؟“ اب اس نے براہ راست شایہ سے مخاطب ہوتے کہا اُسے بلانے کا مقصد محض اپنی امارت کا رعب جمانا تھا۔

”اور ہاں ہوتی تمہیں تو میں بتانا بھول ہی گئی وہاں مری میں تو روز بھی اپنے بزنس کے سلسلے میں گیا ہوا تھا۔ مگر ایک نمبر کا چھپار تم ہے مجھے ہوا بھی نہیں لگے دی وہ تو مجھے آئی سے پتہ چلا کاش پہلے مجھے معلوم ہو جاتا تو میں اپنا Stay بڑھا دیتی“ اُس نے اداسے اپنے کرلی بالوں کو جھٹکتے ہوئے بتایا۔

گھر پر ہی رہ کر تفصیلی اضافاتی اور امتحانات کی تیاری کا سوچا۔ اس کے دونوں بہن بھائی چینیوں کی وجہ سے گھر کے پچھلے صحن میں کرکٹ کھیل رہے تھے۔ ناشتے کے بعد اُس نے کچھ دیر ان کا ساتھ دیا اور اب وہ اپنے کمرے کی صفائی سے فراغت کے بعد اسٹڈی کا سوچ ہی رہی تھی کہ متواتر بجتی پپ پر موبائل اُسے ناچار اٹھانا ہی پڑا فون پر حمیرا تھی۔

”آج تم کالج کیوں نہیں آئی، ویسے آج کوئی خاص پڑھائی نہیں ہوئی میں بھی بس گھر کے لئے نکل رہی ہوں“ حمیرا کہنے پر اُس نے بھی جواب دیا۔

”ہاں اس وجہ سے میں بھی نہیں آئی ویسے سال کا ایک ہندسہ بدل جانے پر لوگوں کا اس طرح پر جوش ہونا میری سمجھ سے باہر ہے۔ وہی دن رات وہی چاند و سورج اور وہی تم اور میں اور ہم جیسے لوگوں کے خاتمہ ہونے والے مسائل..... نہ جانے اس میں ایسا انوکھا پن کیا ہے؟ اور نہ ہی مجھ جیسی غریب بندی یہ سب فضول رسم و رواج انورڈ کر سکتی ہے؟“ اُس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

”ارے شایہ! یہ کیا ہو گیا ہے یار؟ تم جیسی Hopful اور زبانا نہ شاس لڑکی کے منہ سے ایسے مایوسی کی باتیں..... سب خیر تو ہے؟“ حمیرا نے حیرانگی سے پوچھا۔

”ہاں بس انسان ہوں ناں! کبھی کبھار ہم جیسے نازک احساس دل والے بھی ایسی باتیں دل پر لگا لیتے ہیں۔“ اس بار اُس نے ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیا۔

”اوکے! یہ مایوسی و اداسی کا لباہ فی الوقت اتار دو اور میرے ساتھ شام میں نیو یار پارٹی میں چلنے کی تیاری کرو تھوڑا تمہارا موڈ ہی

Change ہو جائیگا۔“ حمیرا نے فون کرنے کا اصل مقصد بتایا۔

”کیا؟ یہ تم کہہ رہی ہو اتم جانتی بھی ہو عالیہ مجھے بالکل ناپسند ہے اور پھر اس کی حقارت بھری نگاہیں اور معزور لب و لہجہ مجھ میں مزید برداشت کرنے کی سکت نہیں کالج میں بھی اس کی بے سرو پا باتیں۔ صرف تمہاری وجہ سے برداشت کرتی ہوں۔“ شایہ نے صاف انکار کیا۔

”پلیز یار! میری خاطر، دیکھو تم جانتی ہو وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔ مگر ایک بندے کی وجہ سے ہم باقی سب سے تو منہ نہیں موڑ سکتے ناں؟ دیکھو انکل (عالیہ کے پاپا) بہت ہی نانس اور Chegut ہیں یقیناً تمہیں ان سے مل کر خوشی ہوگی وہ تم جیسی Hordworking Passionate لڑکیوں کو بہت ایڈماز کرتے ہیں۔ بس تم چل رہی ہو، ورنہ میں بھی نہیں جاؤں گی۔“ آخر میں دی گئی دھمکی کا رگڑ ثابت ہوئی۔ یہی اس کی کمزوری تھی وہ حمیرا جیسے مخلص دوست کا دل نہیں توڑ سکتی تھی۔

شام میں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی حمیرا کے گفٹ کیے گرم سبز و زرد سوٹ پر اپنی مہرون شال لپیٹے میک اپ کے نام پر واحد اکلوتی پنک لب گلوں اور آنکھوں میں کا جل سجائے ریڈی تھی۔ حمیرا ہی اسے پک کرنے آئی تھی اور بابا نے اس وعدے کے ساتھ اجازت دی تھی کہ وہ رات دس بجے تک اُسے واپس چھوڑ جائے گی۔ وہ وہاں حمیرا کے اصرار پر آ تو گئی تھی لیکن سفید مرکری لائٹ سے گھر سے سرسبز لان، سونگنگ پول سے روشنی کی وجہ سے پھوٹی ٹینگوں پانی کا ٹھس، ایک طرف آرکسٹر اپر بجتی Happy

New year کی دھن بے فکری سے گھومتی
الٹرا ماڈرن دوشیزاؤں کے درمیان اُسے اپنا
آپ اجنبی لگ رہا تھا۔ حمیرا بھی نہ جانے اسے
وہاں بٹھا کر اپنی کس کزن سے باتیں کرتے
کہیں گم ہو گئی تھی۔ ڈنر کے بعد سب خوش گپوں
میں مصروف ہو چکے تھے اور اب نوجوان پارٹی
کو کھل کر جشن منانے کا موقع مل رہا تھا۔ لڑکے
لڑکیوں نے گروپ بنا کر ڈانس شروع کر دیا
تھا۔ یہ ان کی سوسائٹی میں عام بات تھی۔ مگر شایہ
کو یہ تھرتھرتی ناجتنی جینز ٹائٹس میں بلوس لڑکیاں،
آزادانہ لڑکوں کے گلے میں ہانسیں ڈالے بالکل
اجنبل نہیں کر رہی تھیں۔ عالیہ نے تو اس سے ملنا
بھی گوارہ نہیں کیا تھا اب وہ یہاں آکر سخت بچپتا
رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ اُسے حمیرا پر بھی غصہ تھا
۔ جو اُسے یہاں لاکر فراموش کر بیٹھی تھی اس غصے
وہ اشتیاق پر قابو پاتے وہ حمیرا کی تلاش میں آگے
بڑھنے لگی کہ سامنے سے آتے نوجوان سے بری
طرح ٹکرائی۔
"Oh I'm Sorry!" اجنبی مانوس
آواز پر اُس نے سر اٹھا کر دیکھا تو مری میں
اتفاق سے اس شخص کو دیکھ کر اس کا پارہ مزید ہائی
ہو گیا۔
"ایک تو یہاں آتا ہی میری زندگی کی سب
سے بڑی حماقت تھی۔ دوسرا آپ سے بھی سامنا
ہونا تھا آج کا دن ہی میرے لئے بُرا ہے نہ
جانے کیا سال میرے لئے کیسے گزرے گا۔
ویسے ایک بات بتائیں یہ مین جینز دو آنکھیں
صرف دکھاوے کے لئے ہیں کیا آپ کو نظر نہیں
آتا ہے؟ جو ہر بار مجھ سے ٹکرا جاتے ہیں؟"
نوروز خود اعتمادی کے ساتھ کچھ بیزاری کا تاثر
لیے پٹر پٹر بولتی اس لڑکی کو بڑی گہری نگاہوں
سے دیکھ رہا تھا۔

اتنے میں عالیہ اور حمیرا ایک ساتھ آئی
دکھائی دی۔
"اوہ نوروز! تم اب آئے ہو؟ جانتے ہو
تمہارے بغیر پارٹی بے رنگ دے رہی تھی ہے
مگر تمہیں بھی تو اپنی اہمیت جتانے کا بہت شوق
ہے ناں!" عالیہ نے بے باکی سے اس کے گلے
میں ہانسیں ڈالتے کچھ اٹھلاتے ہوئے کہا جسے
شایہ نے ناگواری سے دیکھ کر منہ موڑ لیا۔
نوروز کی آنکھوں سے یہ منظر اوجھل نہیں رہا تھا۔
پھر وہ اُس سے Excuse کرنے لگا اور پھر
حمیرا سے بلبو ہانے کرنے لگا لیکن عالیہ جو سفید
ستاروں بھری سیلوپس میکسی میں خود کو اسیرا سمجھ
رہی تھی نوروز پر اپنا حق سمجھتے ہوئے اسے
زبردستی لیکر آگے بڑھ گئی۔
"اونہ! یہ پتہ نہیں خود کو سمجھتی کیا ہے؟ نہ شکل نہ
ذہانت اور نہ قابلیت، بس انکل کی دولت کی وجہ
سے اکرٹی ہے ورنہ کوئی اسے گھاس بھی نہ
ڈالے۔" حمیرا نے جل کر کہا تو نہ چاہتے ہوئے
بھی شایہ کی ہنسی نکل گئی تو حمیرا بلوں پہ مسکراہٹ
ریگ گئی۔
"شکر ہے تم مسکرائی تو! میں تو سمجھ رہی تھی
آج تمہارے ہاتھوں میری خیر نہیں، خیر چلو
تمہیں ڈراپ کر دوں پھر میں بھی گھر جاؤ گی میں
رشتہ داری اور دوسری کزن سے ملاقات کی وجہ
سے آگئی تھی ورنہ اس عالیہ کو تو میں منہ بھی نہ
لگاؤں۔" یہ کہہ کر وہ شایہ کے ساتھ پارکنگ
ایریا کی طرف روانہ ہو گئی۔
♦ ♦ ♦
عالیہ کے گھر رنگ و بو میں بسی پارٹی عروج
پر تھی مگر نوروز کے ہوتے عالیہ کا دھیان کسی اور
طرف جاتا ہی رہتا تھا۔
"کیا بات ہے نوروز! کہاں گم ہو! میری

کسی بات کا جواب ہی نہیں دے رہے؟" اُس
نے ادا سے بال جھٹکتے کہا تو نوروز نے اپنی اس
ابکھوتی بگڑی کزن کو دیکھا جس کو برداشت کرنا
اس کی مجبوری تھی۔ کیونکہ اس کا مانا اور عالیہ کی ماما
نہ صرف سگی بہنیں تھیں بلکہ ان کے والد آپس
میں بزنس پارٹنر اور جگر دوست بھی تھے۔
"ہوں، ہاں کچھ نہیں، بس تمہیں دیکھ رہا تھا
یہ وائٹ ڈریس تو بھائی صرف تمہارے لئے ہے
اور تمہارے ہوشربا حسن کے آگے تو ہم کیا،
بڑے بڑے کافر بن بیٹے ہی بہک جائے۔"
نوروز نے ادا سے ایک آنکھ دباتے اس کی جھوٹی
تعریف کی۔ عالیہ کا اس کھلی اور بے باک
تعریف پر قہقہہ بے ساختہ تھا۔
"ویسے بھائی دادے پوچھ سکتا ہوں! آج
وہ حمیرا کے ساتھ لڑکی کون تھی؟ اُس سے پہلے تو
بھی نہیں دیکھی۔" نوروز نے سرسری انداز میں
شایہ کے بابت پوچھا۔
"اونہ! تم نے بھی کس کا ذکر کر دیا، میں
نے تو حمیرا کی وجہ سے اس انوائٹ کر لیا تھا مگر وہ
تو لگتا ہے انتظار میں ہی بیٹھی تھی فوراً چلی آئی۔
بیچاری غریب حستوں کی ماری بھی ایسی پارٹی
اور ایسا ڈنر نصیب کہاں ہوا ہوگا؟" عالیہ نے
نخوت سے شایہ کے بارے میں بتایا تو اس کی
ہانسی پر نوروز نے چونک کر اُسے دیکھا اور اس
کے سامنے شایہ کا اکتا ہوا چہرا اگھوم گیا۔ اس
کے لئے دینے انداز کو دیکھ کر تو ایسا لگ رہا تھا کہ
جیسے وہ حمیرا کے مجبور کرنے پر زبردستی اس کے
ساتھ آئی ہے۔ جبکہ اس کو یہ پاحول اور یہاں کی
بے باکی بہت ناگوار لگ رہی تھی۔ پھر نوروز نے
کچھ سوچ کر خود ہی موضوع بدل دیا۔ مگر اس کا
دھیان اب بھی اُس سیدھی سادھی ہر قسم کی
آرائش سے پاک معصوم مگر غصہ سے بھرائی

ہوئی لڑکی جھگڑتی پراعتاد لڑکی کی طرف تھا۔ وہ
مسکرانے لگ اور پھر عالیہ کے والدین سے ملنے
اندر کی طرف بڑھ گیا۔
♦ ♦ ♦
"Good Morning!" نوروز نے
گھڑی میں وقت دیکھتے عجلت میں سلامتی بھیجی۔
"Morning!" بیٹھو آرام سے ناشتہ
کرؤ، انہوں نے نوروز کو کھڑے کھڑے ہی
جوس پیتے دیکھ کر سرزنش کی۔
"دیکھ رہے ہیں آپ! میرے بیٹے کو یہ کن
بزنس کے کھینچوں میں الجھا دیا ہے، نہ کھانے کا
ہوش نہ اپنی نیند کا خیال، رات گئے گھر لوٹا ہے
اور پھر لیپ ٹاپ سے چپک جاتا ہے۔ پھر
اکثر ناشتے کے بغیر ہی نکل جاتا ہے میں تو اس
سے بات کرنے کے لئے ترس گئی ہوں۔" اس
کی ماما نے پاپا سے شکوہ کرتے کہا تو پاپا نے فخر
سے اپنے اس ہونہار بیٹے کی طرف دیکھا جو
لندن سے بزنس کی ڈگری لیکر حال ہی میں لوٹا
تھا اور انہیں ہر فکر سے آزاد کر کے گھر آرام کرنے
بٹھا دیا تھا۔ بس اب وہ کسی اہم مینٹگ یا
Deligation امینڈ کرتے ہی آس جاتے
تھے۔ نوروز نہ صرف ادارے کا پختہ بلکہ ہر
ناممکن کو ممکن کر دکھانے کی صلاحیت رکھتا تھا کسی
بھی بزنس ڈیل کو نہ صرف چیلنج سمجھ کر قبول کرتا
بلکہ اسے جب تک پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا دیتا
جین سے نہیں بیٹھتا تھا۔
"ہاں بھئی برخوردار! تمہارا مری والا
پر دجیکٹ تو مکمل ہو گیا ہے اب کچھ دن آرام کرو
اپنی ماما کو وقت دو، ورنہ بلا وجہ سارا دن مجھے مظلوم
کی کلاس لیتی رہے گی۔"
پاپا نے اخبار سامنے پر رکھتے، توس پر چیم
لگاتے ہوئے کہا تو نوروز بھی کچھ سوچ کر ان کے

سارا دن نوروز آفس میں مصروف رہا میری میں قیام کے دوران کچھ کام Pending میں پڑے تھے انہیں مکمل کر دیا، اب وہ کچھ ریلیکس ہو کر بیٹھا تو اس کا دھیان خود بخود اس لڑکی جھگڑتی غصہ کرتی لڑکی کی طرف چلا گیا وہ خود اپنی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھا اس کے ارد گرد اپنے سرکل کی ہم پلہ اور ہم حیثیت گھرانوں کی لڑکیوں کا ہتھملا رہتا تھا ہر کوئی اُس سے شادی کی خواہاں تھی خود عالیہ کو بھی اس بات کی خوش فہمی تھی کہ وہ اسے ہی لائف پارٹنر کے طور پر چنے گا۔ جبکہ نوروز نے سب سے دوستی کے باوجود ایک فاصلہ رکھا تھا وہ کبھی اپنی پرائیویسی میں کسی کو مداخلت کی اجازت نہیں دیتا تھا اُس سے اپنے آپ سے عہد لیا تھا کہ جب تک خود کوئی لڑکی اُس کے آہنی وجود میں قید دل کے دروازے پر دستک دے کر اس کی دھڑکنوں پر قابض نہیں ہوگی وہ شادی نہیں کرے گا اس کے نزدیک نکاح ایک پاکیزہ اور اعتماد و مان پر مبنی بندھن ہوتا ہے اور وہ اس مقدس رشتے کو کسی بزنس ڈیل کی طرح نہیں بلکہ پوری جاہت و محبت سے نبھانا چاہتا تھا اور اب اُسے لگتا تھا کہ شادی نہ صرف اس کے دل پر دستک دے چکی ہے بلکہ اپنی پراعتاد شخصیت کے ساتھ اپنا سحر بھی طاری کر چکی ہے۔ یہی سب سوچتے وہ ایک تہی فیصلے پر پہنچا۔ اُسے یقین تھا کہ اس سلسلے میں عالیہ کے علاوہ کسی اور سے معلومات نہیں مل سکتی۔ اسی لئے اب وہ تمام میٹنگ ملتوی کرتے غیبت میں اپنی گاڑی دوڑاتے Tennis club میں تھا۔ کیونکہ عالیہ اس وقت وہیں پائی جاتی تھی۔

”ہائے نوروز! تم اور آج یہاں؟ خیریت تو ہے؟ آج آپ نے اتنے مصروف شیڈول میں سے میرے لئے کیسے وقت نکال لیا؟“ عالیہ

نے پانی کی بوتل منہ سے لگاتے اور کلب کی سیڑھیوں پر بیٹھنے اس پر چوٹ کی۔

”بس تمہاری یاد آ رہی تھی تو سوچا تمہارے ساتھ لے گیا جائے۔“

”Oh Sure! عالیہ اس کی اتنی التفات پر ہی کھل اٹھی اور دل اس کا مزید خوش فہمی میں گھرنے لگا اسے تو یقین تھا کہ نوروز صرف اور صرف اس کی پراپرٹی ہے۔ وہ ملک کے مایہ ناز سرمایہ دار کی اکلونی نور نظیر اور ساری جائیداد کی اکلونی وارث تھی اس کے ساتھ شادی کرنے پر نوروز کے بزنس کو مزید تقویت ملتی لہذا وہ انکار کر ہی نہیں سکتا تھا۔ یہ اس کا اپنا ذاتی خیال تھا۔ پھر سامنے کینے میریا میں عالیہ کی پسند کا اٹالین ڈھڑکا آ رہا دیتے اُس نے نہیں باندھی۔“

”اور تمہاری یونیورسٹی کیسی چل رہی ہے؟“

”ہاں ٹھیک ہے“ عالیہ نے اداسے بالوں کو جھٹکتے لاپرواہی سے جواب دیا۔

”جمیرا! تو تمہاری کافی دوستی ہو گئی؟ اُسے بھی کسی دن انوائٹ کر دو کافی دن ہو گئے اس سے ملاقات نہیں ہوئی“ نوروز نے لہجے کو سرسری بناتے عام سے انداز میں کہا

”ہونہ، جمیرا کے پاس میرے لئے اب وقت ہی کہاں ہے، اُسے وہ شادیہ جوں گئی ہے ہر وقت اُسی کا سایہ بنی رہتی ہے۔“ عالیہ نے اپنی پلیٹ میں پاستا لٹکائے نخوت سے کہا۔

”کون شادی؟“ نوروز نے انجان بننے پوچھا۔

”ارے وہی لڑکی، جو اس دن پارٹی میں تھی پتہ نہیں خود کو سمجھتی کیا ہے؟۔ باپ اس کا معمولی ملکیت ہے کسی چھوٹے سے محلے کے کوارٹر میں رہتی ہے اس سے بہتر تو ہمارے سروٹ کوارٹرز ہیں۔ نہ پہننے کا ڈھنگ نہ اوڑھنے کا سلیقہ اور اس

برابر ذالی نشست پر relex ہو کر بیٹھ گیا۔

”ہاں بھی اب آگے کیا ارادے ہیں۔“ اس بار ماما نے استفہار کیا۔

”ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہے“ اس نے فضلہ (نوکر) کے ہاتھ سے اخبار لیتے کہا۔

”کیا مطلب؟“ اب ماما کے ساتھ ساتھ پایا کی توجہ بھی اس کی طرف تھی۔

”مطلب یہ کہ ہمارے نیا شاپنگ پلازہ کا ماڈل جدید طرز بنیادی وجہ سے سری لنکا کے مایہ ناز بلڈرز آف کمپنی کو بہت پسند آئے ہیں لہذا اب اس پر پیپر ورک اور پھر فیلڈ ورک اسٹارٹ کرنا ہے۔“ اُس نے تفصیل سے جواب دیا۔

”اُف! کام! کام! بس کام، بیٹے اس کے علاوہ بھی زندگی میں بہت کچھ ہے تم نے تو اس کم عمری میں خود کو مشین بنی بنالیا ہے“ ماما نے برہم ہوتے ہوئے کہا۔

”مثلاً؟“ اب نوروز نے اس کا ہاتھ پیان سے تھامتے ہوئے پوچھا۔

”مثلاً تمہاری شادی، بیوی بنے..... ہائے“

”ج میں مجھے کتنا شوق ہے میرے گھر میں بھی تمہارے بچوں سے رونق لگے۔ ایک تو تم ہماری اکلونی اولاد اور وہ بھی ہر وقت ری تڑوا کر بھاگتے کی کوشش میں رہتے ہو کم از کم اپنی بہو اور پوتے پوتیوں سے تو دل بہلا لیا کرو گی اور پھر ہماری اتنی دولت و کاروبار کا وارث بھی تو ہونا چاہئے!“ آخر میں انہوں نے پایا کی طرف دیکھتے ان کی تائید چاہی۔

”ہاں! آپ کی ماما صحیح کہہ رہی ہیں۔ ماشاء اللہ آپ سیٹ ہیں، جس لڑکی کا ہاتھ مانگو گے لوگ خوش خوش رشتہ دینے کو تیار ہیں۔“ ان کی بات پر پہلی بار نوروز کی نگاہ میں اس اجنبی دوشیزہ کا سراپا ابھرایا۔

”بلکہ کوئی اور کیوں اپنی عالیہ کیسی رہے گی؟“ ان کی بات پر نوروز کو اچھوں لگ گیا۔

”عالیہ اور میرے لئے..... Impossible آپ اچھی طرح میرے مزاج کو جانتی ہیں مجھے ایسی مغرور، خود سراماں باپ کی بڑی الزما ماڈرن لڑکیوں سے کتنی چڑ ہے؟“ نوروز نے سنجیدگی سے ان کے خیال کی نفی کرتے جواب دیا۔

”مگر تمہاری تو اس سے اچھی خاصی انڈر سٹینڈنگ ہے، خیر اگر تمہاری نظر میں کوئی اور ہے تو بتاؤ۔ مجھے تمہاری پسند پر کوئی اعتراض نہیں“ مزاح خور نے اب اس کی رائے معلوم کی۔

”جی.....! تو میرا مطلب اتنی جلدی کس بات کی ہے، مجھے کچھ وقت دیں میں آپ کی خواہش کو جلد پوری کر دوں گا۔ ابھی تو مجھے ایک ضروری میٹنگ میں جانا ہے۔ شام میں ملاقات ہوتی ہے۔ See You!“ ان کی پیشانی پر چادر کرتے وہ اپنے روم کی طرف تیار ہوتے چلا گیا۔

”ایک تو اس لڑکے کی سمجھ نہیں آتی“ انہوں نے کچھ خفگی سے کہا۔

”ارے بیگم! ذرا تحمل سے..... دیکھا نہیں پہلے وہ شادی کی بات سنجیدگی سے سننے کو تیار ہی نہیں ہوتا تھا آج تو اُس نے نہ صرف دلچسپی ظاہر کی بلکہ امید بھی دلائی ہے۔“ حاور صاحب نے ذومعنی انداز میں جاب دیا۔

”اوہ! تو آپ کا مطلب ہے، کوئی لڑکی نوروز کی زندگی میں جی قدم رکھ چکی ہے۔ کاش ایسا ہو جائے“ انہوں نے خوش خوشی چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

پر محترمہ کے مزاج ہی نہیں ملے اس کا لرشپ پر اتنی مہنگی یونیورسٹی میں داخلہ کیا مل گیا خود کو ہمارے برابر کا سمجھنے لگی ہے۔ ایک بار میں نے مروت میں اپنے کچھ استعمال شدہ کپڑے اور جوتے دینے چاہے جو کافی مہنگے اور برانڈڈ تھے یہ سوچ کر کہ حمیرا کی وجہ سے ہمارے ساتھ بھی اس کا اٹھنا بیٹھنا ہے۔ اتنے سستے کپڑوں میں اُسے دیکھ کر شرمندگی Feel ہوتی ہے۔ مگر اس بد دماغ لڑکی نے یہ کہہ کر مجھے واپس کر دیے کہ ان کی اصل حقدار وہ نہیں بلکہ فٹ پاتھ پر رہنے والے غریب ہیں جن کے پاس تن ڈھاپنے کے لئے کپڑے میسر نہیں۔ وہ جو بے چارے ہیں اُسے اپنی حیثیت پر کوئی شرمندگی نہیں۔ اپنے محنت کش باپ پر فخر اور اپنے سستے کاٹن کے لباس زیب تن کرنے میں کوئی عار نہیں انسان کی شخصیت قیمتی لباس سے نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق سے پہچانی جاتی ہے۔" نان اسٹاپ عالیہ اس کے بارے میں زہرا اگل رہی تھی جسے نوروز نہ چاہتے ہوئے بھی سننے پر مجبور تھا۔

"بس اُس دن سے میری اور اس کی کوئی خاص بات چیت نہیں نہ ہی مجھے ایسی احساس کمتری کی ماری لڑکی سے دوستی رکھنے کا کوئی شوق ہے۔ یہ حمیرا کے اندر تو یہ نہیں کونے غریبوں سے ہمدردی کے جزا شیم پائے جاتے ہیں نہ اپنے رُتے کا خیال ہے نہ انکل اور آنٹی کی عزت کا، خیر تم بھی کس کا ذکر کر بیٹھ گئے، بچ کر دو۔"

"نوروز نے زبردستی مسکرانے کی اداکاری کی لہجے سے فراغت کے بعد اُنس جینٹے تک شایہ تک رسائی کی ساری پلاننگ کر چکا تھا عالیہ کی باتوں سے اندازہ ہوا تھا کہ وہ نہ صرف Selfmaid بلکہ کافی خوددار بھی تھی دولت کا اُسے کوئی لالچ نہیں۔ اُس کی اس خوبی نے نوروز

کے دل میں اس کا مقام مزید بلند کر دیا تھا۔ ایک مشکل ٹاسک تھا کیونکہ مری اور یہاں بھی اس کا جب بھی سامنا ہوا وہ کوئی سازگار ماحول میں نہیں ہوا نہ ہی اس کے حوالے سے کوئی اچھا تاثر پڑا اور اب عالیہ کے ساتھ اُسے دیکھ کر تو وہ اُسے بھی دیکھا ہی نہ تھا۔ Concious بگڑا ہوا ریس زائدہ سمجھنے لگی ہوگی لہذا اُس کے دل تک رسائی حاصل کرنے کے لئے اُسے کافی پاپڑ بیٹھنے تھے۔ لیکن شایہ کے مد مقابل بھی نوروز تھا جو ہر ممکن کو ممکن بنانا جانتا تھا اور یہاں تو سراسر معاملہ اس کے دل کا تھا۔

ان کا کالج میں لاسٹ ایئر تھا وہ ان دو سالوں میں اپنی ذہانت و قابلیت سے نہ صرف اساتذہ بلکہ اپنے کلاس فیلوز کے درمیان بھی جگہ بنا چکی تھی سوائے عالیہ جیسی چند بگڑی مغرور امیر زادیوں کے ہر کوئی اس کا گرویدہ تھا۔ وہ نہ صرف تعلیمی میدان میں بلکہ غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی بہترین ڈیپٹی اور پلیئر کے اپنے ادارے کا نام روشن کر چکی تھی۔ ہر کوئی اس کے اعلیٰ اخلاق اور نفیس شخصیت کا مداح تھا۔ وہ بھی انوشی خوشی اپنی محنت سے تیار کردہ نوٹس اور اسائنمنٹ وغیرہ اپنی دوستوں کو دے دیتی تھی ان سب کے باوجود وہ ہمیشہ Top پر ہوتی۔ آج بھی وہ دونوں حمیرا کے گھر Study room میں فائل امتحانات کی تیاری کر رہی تھیں۔ اس کا ساتھ دیتے ہوئے حمیرا کا بھی پڑھائی میں کافی Interest پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس کی ماما شایہ کی دل سے شکر گزار بھی وہ اُسے بہت پسند کرتی تھیں۔ اکثر وہ ہومی کے ساتھ اس کے گھر چلے جاتی تھیں جہاں ہمیشہ خلوص سے ملتیں ہر چیز بڑے پیار سے کھلتی ان کے انداز میں

کبھی دکھا دیا غرور نہیں جھٹکتا تھا۔ لہذا شایہ بھی اب ان کے گھر بلا جھجک آ جایا کرتی تھی۔ "اور سناؤ! فائل امتحانات کے بعد تمہارا کیا ارادہ ہے؟" ہومی نے Book Mark لگا تے اُس سے پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں بس کسی پرائیویٹ فرم میں جانب کیلئے اپلائی کرونگی دیکھو نہیں نہ نہیں تو مل ہی جائیگی۔ میرے بابا اور گھر والوں کو مجھ سے بہت امیدیں ہیں تم جانتی ہو میرے والدین نے اپنی ضرورتوں کا گلہ کھونٹ کر اور میرے بہن بھائی کے دل میں پینٹی چھوٹی چھوٹی خواہشات سے نظر سچا کر مجھے آج اُس مقام تک پہنچایا ہے۔ لہذا اب میں بھی ان کی خواہشات اور آرزوئیں پوری کرنا چاہتی ہوں تمہیں معلوم ہے حمیرا! میرے بابا بہت خود دار ہیں میرے تایا ابو گاون میں زمیندار ہیں انہوں نے کئی بار ہماری مدد کرنا چاہی مگر انہوں نے خوبصورتی سے انکار کر دیا اور یہی چیز میرے بابا کو میری نظر میں معتبر بناتی ہے۔ انسان کو اپنی خودی کسی قیمت نہیں گروی رکھنی چاہئے۔ جو مزہ سراٹھا کر جینے میں ہے ناں وہ کسی کے احسانات تلے سر جھکانے میں نہیں۔ بقول علامہ اقبال۔ اے طائر لاہوتی! اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی۔ شایہ نے ہلکے پھلکے انداز میں اپنا موقف بیان کیا۔ باہر حمیرا کی ماما کے ساتھ باتیں کرتے آئے نوروز اس کی باتیں سن کر دنگ رہ گیا۔ کوئی لڑکی اتنی پراعتماد اور اپنی سادہ، ہر آرائش سے خالی زندگی میں کیسے شکر کرہ سکتی ہے جبکہ لڑکیوں کو تو لگشری لائف برانڈڈ کپڑوں، جوتوں کا کتنا Craze ہوتا ہے؟ وہ اس کی دیوانی ہوتی ہیں اور یہ لڑکی کس دنیا کی باسی ہے؟ کیا اُسے اپنی

لے انتہا خوبصورتی کا احساس نہیں؟ اگر وہ چاہے تو کتنے لڑکے اس کے آگے پیچھے محبت کا کشکول لیکر اس کے قدموں میں سب کچھ دان کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ اس نے اپنی سرکل میں اسی قسم کی لڑکیوں کو دیکھا تھا "نوروز انہی بے سرو پا دلا یعنی سوچوں میں غلطیاں تھا۔ جب ہومی کی پر جوش آواز پر حال میں لوٹا۔

"بابے نوروز! تم کب آئے؟ مجھے ماما نے بتایا تو یقین نہیں آیا، آج اُس عالیہ نے تمہاری جان کیسے بخش دی، جو تم اپنے دوسرے رشتے داروں کو شرف بلاقات بخشنے چلے آئے" حمیرا نے فرخ سے پانی کی بوتل نکالنے اس پر طنز کیا۔ "ارے شایہ! یہ تم وہاں کیوں کھڑی ہو، ان سے ملو یہ نوروز ہیں میرے ماموں زاد کزن ساتھ ہی اُس نے تعارف کروایا۔ نوروز نے سبز و آسمانی لان کے سادہ سوٹ میں بیچ کی مانگ نکالے ڈھیل ڈھالی چوٹی بنائے شایہ کی طرف غور سے دیکھا۔

"Nice to meet you!" اُس نے مسکراتے ہوئے انجان بنے کہا تو شایہ طیش کہہ کر رہ گئی۔

"ویسے دیکھ لیں آج میں آپ سے نکلا نہیں نہ ہی آپ کا تعاقب کیا ہے۔ بلکہ میری پھوپھو کے گھر آپ کی موجودگی شناسائی کی گواہ ہے" اس نے قریب آتے ہوئے اُس سے کہا جبکہ حمیرا ماما کی آواز پر نوروز کی خاطر داری کے لئے اندر جا چکی تھی۔

"چلتی ہوں۔ حمیرا کو بتا دیجئے گا۔" اہر نے نوروز کی بات کو نظر انداز کرتے صرف اتنا کہا جس پر نوروز کا چہنچا فطری تھا۔

"آ، ہاں مس! میں آپ کا نہ سروفت ہوا اور نہ ہی پرسل سیکر ٹری۔ جو آپ اس طرح مجھ

حکم صادر کر رہی ہے، آپ خود اسے جا کر اطلاع دیں۔ اس کی صاف گوئی پر شایہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا مگر آنکھوں میں چمکتی شرارت اور لبوں پر دل جلانے والی مسکان دیکھ کر اسے از سر نو غصہ آنے لگا۔

”حمیرا! میں گھر جا رہی ہوں تمہارے مہمان اکیلے ہیں ان کو کپنی دو اور شاید دھوپ سے آنے کی وجہ سے کچھ اپنے حواسوں میں بھی نہیں ہے ان کو ٹھنڈا پلاؤ۔“ آخری الفاظ اس نے نوروز کی طرف دیکھ کر آہستگی سے کہا اور اپنا بیگ اٹھا کر باہر کی راہ لی۔ جبکہ نوروز کا قہقہہ بے ساختہ تھا اور اندر آتی حمیرا نے اسے اچھے سے دیکھا۔

وقت کا پیچھی اس طرح پر لگا کر اڑ رہا تھا۔ بہار کی آمدھی اور درختوں اور پودوں نے سبز پوشاک زیب تن کر لیا تھا رنگ برنگے فضا میں خوشبو کھیرتی اور جھومتی خوشنما پھولوں کی ڈالیاں آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔ آج شایہ کا لاسٹ پیپر تھا وہ حسب معمول پیپر کے بعد حمیرا کے ساتھ ڈسکس کرتے ہوئے مین گیٹ تک پہنچی تو وہاں نوروز کو گھر پر بلیک سن گلاسز لگائے، ادھر، ادھر کی کوتاہی نگاہ سے کھوجتے دیکھ کر رُک گئی۔

”ہونہ، عالیہ کو کیسے آیا ہوگا دونوں ہی ہم مزاج اور اپنی دولت پر زعم کرنے والے لگتے ہیں جب ہی خوب دوستی ہے۔“ شایہ نے دل میں سوچا۔

”ہائے لیڈیر!“ اسے اپنے قریب خوشبو میں بے نوروز کی آواز سنائی دی جو بظاہر بات حمیرا سے کر رہا تھا مگر اس کی پرشوق نگاہیں اس کی طرف تھیں۔

اور مہذب دکھائی دیتا ہے مگر حرکت کتنی لوفراہ ہے۔“ شایہ کو الجھن ہو رہی تھی۔

”وہ دراصل یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا تمہیں پک کر لوں۔“ نوروز نے حمیرا کو اسے آنے کی وجہ بتائی جسے سن کر حمیرا حیرت و خوشی سے بیہوش ہوتے چلی۔

”خیریت ڈیر کزن! آج ہم پر یہ کونسا نوازی کیوں؟ وہ تمہاری جانشین، عالیہ نے اگر دیکھ لیا ناں، تو تمہاری خیر نہیں۔“ حمیرا نے مسکراتے ہوئے طنز کیا تو نوروز اس کی بات پر مسکرانے لگا۔

”وہ گھر جا چکی ہے میں اسے لینے نہیں بلکہ بطور خاص تمہارے لیے آیا ہوں جیسے وہ میری فرسٹ کزن ہے ویسے ہی تمہارا بھی مجھے برحق ہے۔ چلو گاڑی میں بیٹھو بلکہ اپنی دوست کو بھی اپنے ساتھ لے لو، میں ان کو بھی ڈراپ کر دوں گا۔“ نوروز نے گلاسز لگاتے اسے بھی آفر کی۔

پھر حمیرا کو منع کرنے کے باوجود ہمیشہ کی طرح اس کی ناراضگی کے ڈر سے بیٹھنے پر مجبور ہوئی۔ مہرون عبایا میں اس کا چہرہ دمک رہا تھا نوروز نے Mirror اس کی طرف سیٹ کرتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنہالی جبکہ ان تمام باتوں سے بے نیاز شایہ کھڑکی کی طرف رخ کئے بیٹھی تھی۔

وہ اسے اپنی نظروں کے حصار میں رکھے حمیرا کی باتوں کا جواب دے رہا تھا پھر شایہ کو ڈراپ کر کے وہ اب حمیرا کے گھر کی طرف روانہ ہوا اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا وہ شایہ کا گھر ہی دیکھنا چاہتا تھا۔ دستک دینے پر شایہ اس کے والد باہر آئے تھے۔ جنہیں شایہ حمیرا کی طرف اشارہ کر کے اس کے ساتھ آنے کی بابت آگاہ کر رہی تھی۔

پھر ان کی معیت میں وہ اندر بڑھ گئی اگر نوروز ساتھ نہ ہوتا تو شایہ وہ حمیرا کو گھر آنے کی دعوت

دیتے۔ نوروز کو شایہ کی یہ احتیاط پسندی اچھی لگی تھی۔ جو شخص کسی جوتے بھی براہِ ذمہ سے کم نہیں پہنتا تھا جو ڈرائیور بھی حسبِ نسب دیکھ کر منتخب کرتا۔ آج دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس تنگ و تاریک گلی کے بوسیدہ سے مکان میں رہنے والی عام سی لڑکی کو اپنا دل دان کر چکا تھا۔ مگر شایہ اب عام کہاں رہی تھی۔ نوروز کی محبت نے اسے خاص بنادیا تھا اور اب اس کا حصول نوروز کے لئے باگزیر تھا۔ وہ خود اپنی کیفیت پر بھی الجھ جاتا اور کبھی مسکراتے لگتا بالآخر دل و دماغ کی جنگ میں دل جیت گیا تھا۔ محبت کا جذبہ اتنا زور آور ہوتا ہے جو حسبِ نسب، رنگ و نسل کی پرواہ کئے بغیر محبوب کے آگے کھٹکتے، جینے پر مجبور کر دیتی ہے۔ جب ہی وہ آج اس کے گھر تک چلا آیا تھا۔

نوروز ہمیشہ اپنے ارادے میں پکا اور فیصلے میں اٹل رہتا تھا اور اب تو معاملہ اس کے دل کا تھا کچھ دن بعد اس کے کالج میں فیروزیل پارٹی تھی اس کے بعد اس کو کئی زندگی میں قدم رکھنا تھا یہی سوچ کر وہ بھی اداس ہو رہی تھی۔

”یار! کالج کے دن بھی کتنے اچھے اور بے فکری کے ہوتے ہیں۔ اب ہم سب بچہ خاکیں گے۔ خاص طور پر میں تمہیں بہت پس کر رہی ہوں۔“ حمیرا نے لوک پیتے یاسیت سے کہا تو شایہ کے لبوں پر بھی اداس سی مسکان ٹھہر گئی، واقعی حمیرا جیسی ٹھنڈی لڑکی کا ساتھ کسی نعمت سے کم نہیں تھا جہاں عالیہ جیسی مغرور اور بے باک لڑکیاں اس کا تسخیر اڑاتی، وہیں حمیرا جیسی خفلس اور بے ریادہ دوست اس کی ڈھال بن جاتی۔

”ویسے تمہارا ارادہ کیا ہے؟“

”بس کچھ نہیں اب ہم جیسے عام لوگوں کو

ملازمت پلیٹ میں رکھ کر تو نہیں ملتی بس کل سے مختلف جابز کی تلاش شروع، مجھے یقین ہے میرا اللہ یہاں بھی میرا ساتھ دے گا اور جلد میں تمہیں خوشخبری سناؤں گی۔ میری زندگی کا مقصد اپنے والدین کی بے غرض خواہیوں اور اپنے بہن بھائی کے معصوم خواہشات کی تکمیل ہے۔“ وہ تصور میں اپنی فیملی کے بارے میں سوچ کر ہلکے ہلکے مگر پر عزم انداز میں اپنے مستقبل کے پیمان سے اسے آگاہ کر رہی تھی۔ حمیرا نے محبت سے اپنی اس دوست کو دیکھا وہ اس کے خوابوں کی تعمیر کے لئے دل سے دعا گو تھی۔

”ویسے پاپا نے مجھے اپنا آفس جوائن کرنے کا کہا ہے۔ اب مزے سے خوب دیر تک سوؤں گی۔ مووی، شاپنگ دوستوں سے گپ شپ لیکن نہ جی ہمارے نصیب میں عیاشیاں کہاں؟“ اب حمیرا نے مصنوعی آہ بھرتے کہا تو شایہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

”ہنس لو، ہنس لو مائی ڈیر فرینڈ! تم بھی ہماری بے بسی کا مذاق اڑاؤ۔“ حمیرا کی بے پرکی اڑانے پر شایہ نے کتاب کھینچ کر اسے باری جو سامنے سے آتے نوروز نے بڑی خوبصورتی سے کھینچ کر لی حمیرا نے خوشی و حیرانگی سے جبکہ شایہ نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا اس کا موڈ جتنا خوشگوار تھا اسے دیکھ کر اتنا ہی خراب ہو چکا تھا۔

نوروز کو اس کے چہرے کے بنتے جڑتے تاثرات لطف دے رہے تھے۔ وہ اپنے حوالے سے اس کی ناپسندیدگی سے خوب واقف تھا۔

”ہلو گائز! Whats up?“ اس نے ہمیشہ کی طرح شایہ کو اپنی بھوری ذہانت سے چمکی آنکھوں کے کیونینس میں قید کرتے پوچھا۔

”Nothing! بس ویسے ہی کالج کے

گزرے دنوں کو یاد کر کے خوش اور بچھڑنے کے غم میں اداس ہو رہے تھے۔ حمیرا نے سینڈوچ اُس کی طرف بڑھاتے جواب دیا۔

”ویسے بانی داوے تم آجکل کچھ زیادہ ہی یونیورسٹی میں نہیں پائے جا رہے؟ انکل نے کیا تم نالائق کو اپنے بزنس سے عاق کر دیا ہے جو اتنے فارغ ہو یا کہیں دل، دل محبت کا معاملہ تو نہیں۔“

حمیرا نے ہنستے ہوئے عام سے لہجے میں پوچھا۔ ”پہلا اندازہ تمہارا غلط ہے۔ تم اچھی طرح جانتی ہو، پورے خاندان میں کیا؟ پورے بزنس سرکل میں میرے مقابل کا ذہن Passionate اور Determined

بزنس میں کوئی نہیں۔ پاپا کو مجھ پر فخر ہے ہاں البتہ دوسرا اندازہ قابل غور ہے۔“ نوروز نے مزے سے سینڈوچ کھاتے جواب دیا۔

”کیا...؟ واقعی تم سچ کہہ رہے ہو؟ تم جیسا Iron man اور محبت... ایسا پائیل“ اب حیران ہونے کی باری حمیرا کی تھی۔

”ہاں ایک منٹ، کہیں تم اس تک جڑی اپنی مس ورلڈ کزن عالیہ کو تو پروپوز کرنے والے نہیں؟ ہاں یقیناً یہ عالیہ ہی ہوگی۔ ویسے تم سے ایسی حماقت کی امید تو نہیں، لیکن اگر ایسا کوئی ارادہ ہے تو بھائی ابھی بھی وقت ہے ایک بار پھر سوچ لو یہ تو وہی مثال ہوگئی، آئیل مجھے مار۔“

حمیرا نے سوسے پر ڈھیر سارا کچپ ڈالتے آنکھیں پینچلاتے کچھ اس طرح قیاس آرائی کی کہ نہ چاہتے ہوئے بھی شانیہ کی ہنسی نکل گئی اور نوروز کو ایسا لگا اس گرمی کے تپتے جھستے موسم میں بہار اتر آئی ہو۔ اُس کی عمر بلی آواز کی جلتی ٹنگ اس کے کانوں میں بس گھولنے لگی۔ شانیہ کو فوراً احساس ہوا تو وہ جلدی سے اپنی کتابیں سمیٹنے لگی۔

”او کے حمیرا میں چلتی ہوں یہ لائبریری میں بکس جمع کروانی ہے لائبریرین سے امتحانات کی تیاری تک مہلت لی تھی اب وہ مجھے کچا چٹا جاسیں گی“ شانیہ نے نوروز کی خود پر جی نظروں کو انگور کرتے ہوئے وہاں سے ہٹ جانا ہی مناسب سمجھا۔

”ارے ایسے کیسے جاؤ گی؟ سورج سوا نیوے پر ہے اس چمکلاتی دھوپ میں اسٹاپ تک جاتے تمہارا حشر ہی ہو جائیگا۔ تم ایسا کرو، بکس واپس کر کے آؤ، یہ نوروز تمہیں ڈراپ کر دے گا کیوں نوروز؟“ آخر میں اُس سے تائید چاہی۔

”Sure!، نوروز نے کندھے اچکاتے اپنے سن گلاسز سر پر لٹکاتے جواب دیا۔

”نہیں حمیرا اس تکلف کی ضرورت نہیں، تمہیں معلوم ہے کالج سے واپسی پر میں دو، تین ہوم ٹیوشن لیتی ہوں“ شانیہ نے خوبصورتی سے انکار کر دیا۔ نوروز اُس کے گریز کو سمجھ رہا تھا۔

خلاف توقع حمیرا ابھی ماں گئی۔ ”او کے بانی! پھر فیئر ویل میں ملاقات ہوتی ہے“ اُن نے مصافحہ کرتے اُسے رخصت کیا اب اس کی ساری توجہ نوروز کی طرف تھی۔

”بانی داوے مجھے تم سے ایک ضروری کام بھی تھا“ نوروز نے اپنا اصل نداء بیان کیا۔

”ہاں کہو!“ اب حمیرا ابھی جلدی جلدی اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔ ”وہ دراصل میرے آفس میں P.A (Personal Assistant) کی پوسٹ Vacant ہے اینڈ You Know! مجھے بلاوجہ میک اپ اور اوٹ پٹانگ فیشن کی دلدادہ لڑکیوں سے کئی الرجی ہے لہذا میں شوقیہ جاب کے لئے آئی لڑکیوں کے انٹرویو میں وقت ضائع

کہا نہیں چاہتا تو اس سلسلے میں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ اگر تمہاری کلاس میں کوئی ذہین، سمجھدار اور Needy کلاس فیلو ہے تو تم اُسے میرے پاس بھیج دینا، اگر وہ میرے معیار پر پوری اُترتی ہو تو میں اُسے ہی اپائنٹ کر لوں گا۔“

نوروز نے بہت طریقے وسیلے سے شانیہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے پہلا قدم اٹھایا۔ وہ شانیہ اور حمیرا کے درمیان ہونے والی گفتگو سن چکا تھا اور تب ہی اُس کے زرخیز ذہن نے یہ منصوبہ تیار کیا تھا شومی قسمت اُس کے آفس میں واقعی P.A کی پوسٹ خالی تھی۔ اس طرح وہ نہ صرف شانیہ کی مالی مدد کرنا چاہتا تھا بلکہ اُسے یقین تھا کہ وہ ایک دن اُس کے دل تک رسائی حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو جائے گا۔

”ہوں! ویسے تو تم جانتے ہو اس یونیورسٹی میں سب ایلٹ اور امیر خلی کے بچے اسٹڈی کرتے ہیں انہیں جاب کی کیا ضرورت؟ ہاں مگر شانیہ کا تعلق ایک لوئر میڈل کلاس خلی سے ہے وہ اپنی ذہانت و محنت کے بل بوتے پر یہاں تک پہنچی ہے۔ اس کا فیوچر بہت براٹھ ہے اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت مخلص اور Sensitive ہے وہ ان کے لئے بہت کچھ کرنے کا جذبہ رکھتی ہے اگر تم کہو تو میں شانیہ سے بات کروں! hope اودہ تمہاری Expectations سے پورا اُترے گی“

”Sure! اگر تمہیں لگتا ہے کہ وہ اس پوسٹ کے لئے Appeal کرتی ہے تو مجھے انفارم کر دینا“ اپنے دل کی مراد برآتے ہوئے بظاہر سنجیدگی سے جواب دیا۔

”Ok! چلو میں اُس سے پوچھ کر تمہیں ایک، دو دن میں جواب دیتی ہوں“ حمیرا نے سن گھائز لگاتے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اپنی بہترن آفر پر وہ شانیہ کے لئے دل سے خوش تھی اور پھر وہ نوروز کے ساتھ پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ گئی۔

”مگر ایک بات کا خیال رکھنا، مجھے لگتا ہے تمہاری دوست مجھے کچھ خاص پسند نہیں کرتی شاید وہ مجھے کوئی گھڑا ہوا رئیس زادہ سمجھتی ہے۔ ایسا نہ ہو وہ جاب سے انکار کر دے اور جیسا کہ تم نے بتایا کہ وہ ضرورت مند اور Qualified ہے تو میں نہیں چاہتا کہ کسی مس انڈر سٹینڈنگ کی وجہ سے وہ یہ جاب اپروچ نہ کرے اور مجھے Feel Guilty ہو۔“

نوروز نے گاڑی ڈرائیو کرتے اپنے خدشات ظاہر کئے کیونکہ وہ کسی طور شانیہ کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔

”تو پھر!“ حمیرا نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

”تو پھر یہ مائی ڈیئر کزن! تم اسے میرا حوالہ نہیں دو گی اس کا انٹرویو ہمارے منیجر صاحب لیتے اگر وہ کامیاب ہو جائے تو وہ ان کے سپروائزنگ میں ہی کام کرے گی۔ میرا اُسے سامنا نہیں ہوگا۔“

”او کے!“ حمیرا نے مختصر جواب دیا۔ ”مگر تم باس ہو بھی تو سامنا ہوگا“ حمیرا نے اپنا خیال ظاہر کیا اُسے نوروز کی بات کچھ عجیب لگی تھی۔

”بعد کی بعد میں دیکھیں گے فی الحال میرا نام Explore نہیں ہونا چاہیے۔“ ”چلو ٹھیک ہے“ حمیرا نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

✱✱✱ عالیہ جو پارکنگ ایریا میں نوروز کی گاڑی دیکھ کر اپنی دوستوں سے معذرت کرتے اُسے

تلاش کرتے آرہی تھی جب اُس نے اُسے حیرا کے ساتھ ہنس ہنس کر بات کرتے پارکنگ کی طرف جاتے دیکھا تو اُس کے سینے میں سانپ لوٹنے لگے وہ اس سے ملے بغیر حیرا کے ساتھ واپس جا رہا تھا اس بات نے اس کا موڈ خراب کر دیا تھا۔

”Oh You! حیرا تم کو میں دیکھ لوگی، یقیناً تم نے ہی نوروز کا راستہ روکا ہوگا اُس سے لفت مانگی ہوگی۔ ورنہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ نوروز یونیورسٹی آئے اور مجھ سے ملے بغیر چلا جائے۔“ ٹائٹس اور پنک ٹاپ میں ملبوس عالیہ کا غصے کے مارے برا حال تھا اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ حیرا کو دھکے مار کر خود اس کے برابر بیٹھ جائے مگر اُس کے پیچھے تیک نوروز کی B.M.W میں گیت کر اس کر چکی تھی اور پیچھے وہ جلتی کڑھتی رہ گئی۔ اب اس کا فیوویل پارٹی کے حوالے سے پروگرام کی تیاری کا موڈ نہیں رہا تھا لہذا وہ بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

پھر حیرا نے شانیہ کو یہ خوشخبری سنائی تو وہ ہن کر خوش ہونے کے ساتھ حیرا ان رہ گئی۔

”مگر مارا مجھے جاب کا کوئی تجربہ نہیں نہ ہی ابھی میرا رزلٹ آیا ہے تو میں کیسے اتنے ناموز فرم میں جاب کیلئے کوالیفائی کر سکتی ہوں“ شانیہ نے اُسے سامنے جائے اور دیگر لوازمات رکھتے اپنے خدشات ظاہر کئے۔

”ارے تم اس کی فکر نہ کرو، انکل کو ڈگری سے زیادہ ذہین اور Sincerety کی قدر ہے ان کے نزدیک ڈگری جسٹ formality ہے۔ اصل چیز عملی طور پر Professional Skills ہیں اور جہاں تک تجربے کی بات ہے۔ تو ڈیڑ

Expereince جاب کرنے کے بعد یہ آتا ہے۔ بس اب تم کل کے لئے انٹرویو کی تیاری کرو، I'm Sure! تمہیں یہ جاب مل جائے گی۔“ حیرا کی باتوں سے شانیہ کو ڈھارس ہوئی۔

”Thank you Yar! واقعی تمہاری جیسی مخلص دوست میرے لئے کسی نعمت سے کم نہیں“ اس نے نم آنکھوں سے مسکراتے اس کا شکریہ ادا کیا۔

”اچھا! بس، بس زیادہ جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں انکل نے مجھ سے ذکر کیا مجھے لگا تم deserve کرتی ہو تو بتا دیا آگے یہ جاب تم اپنے ٹیلنٹ اور میرٹ کی بنیاد پر حاصل کرو گی۔ اس میں میرا کوئی کمال نہیں، ہاں مگر جاب کے بعد Treat کرنی پڑے گی!“ حیرا نے چائے کا سپ لیے مسکرا کر کہا۔

”Don“ شانیہ بھی کل کر مسکرائی۔ اُسے اپنی Career کی پہلی منزل بہت قریب نظر آ رہی تھی اُس نے اپنے رب کا شکر ادا کیا جو بغیر کسی تنگ دود اور سفارش کے اتنی اچھی آفر ہوئی۔ اس کے والدین بھی بہت خوش تھے۔

اگلے دن ٹریفک کی وجہ تاخیر کی بابت وہ غلت میں آتو سے اتر کر روڈ کراس کر کے دوسری طرف واقع Shah Builders تک جانا چاہ رہی تھی کہ ایک دم سامنے سے آتی Honda Civic سے بری طرح ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ اس نے غصے سے سامنے دیکھا تو ڈرائیونگ سیٹ سے باہر قدم بڑھاتے نوروز کو دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہو گیا۔

”آپ Not Again! آخر آپ کا مسئلہ کیا ہے؟ کیوں ہر جگہ کال می کی طرح میرا راستہ

کاٹنے پہنچ جاتے ہیں۔ ہر بار آپ کا مجھ سے ہی ٹکرانا فرض ہے؟ مانا کہ آپ بہت امیر ہیں ایک سے ایک گاڑی رکھنا انورڈ کر سکتے ہیں مگر یہ روڈ تو آپ کی جاگیر نہیں ہے پلیز اس پر چلنے والے ہم جیسے لوگوں کو انسان ہی سمجھا کر کریں۔“ اس نے غصے سے اپنی فائل اٹھاتے نوروز کو گھورنے کے ساتھ نصیحت کی۔

”دیکھیں مس! اس بار آپ زیادتی کر رہی ہیں غلطی آپ کی تھی۔ گرین سگنل کے باوجود آپ بغیر دائیں بائیں دیکھے سڑک پار کر رہی تھی وہ تو شکر کریں کہ کسی حادثے سے بچ گئی اگر بروقت میں بریک نہ لگاتا تو.....“ نوروز نے جان بوجھ کر جملہ ادھوا چھوڑ کر غصے سے سرخ ہوئی بلیک اینڈ وائٹ پولکا ڈاٹ کرتی اور ٹراؤزر میں ملبوس شانیہ کو دیکھا جس پر ہم رنگ اسکارف لئے روپ اس کے دل کو بھا گیا تھا۔

”اوکے، اوکے میں آپ سے ابھی کسی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں مجھے جلدی سے پہنچنا ہے آج انٹرویو کے پہلے دن کا آغاز ہی اتنا برا ہوا ہے آگے اللہ خیر ہی کرے“ اس نے کلائی میں بندھی گھڑی کی طرف دیکھتے کچھ تفکر سے کہا۔

”اوہ! تو آپ جاب کے سلسلے میں جا رہی ہیں؟ Good Bless you!“ نوروز نے اُسے دس کیا جسے نظر انداز کرتی وہ اپنی فائل سنبھالے آگے بڑھ گئی تھی تو نوروز بھی مسکرا کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

اس کا دوسرا انکل ولفٹ میں ہوا ”یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟“ شانیہ نے ناگواری کے ساتھ حیرانی سے دیکھا۔

”اصل میں میرا آفس بھی اسی فلور پر ہے“ اُس نے اس کا چہرہ پڑھتے اس کی معلومات میں

اضافہ کیا تو شانیہ نے شپٹا کر اُس سے نظریں پھیر لیں۔

اسے جاب مل گئی تھی۔ واپسی پر رب کی شکرگزاری کے ساتھ راستے سے مٹھائی کے ساتھ دانیال اور نازش کی پسندیدہ آنسکریم، سمو سے اور وہی پھلے خریدے اور ان کی خوشی کا سوچ کر مسکرائے گئی۔ ساتھ ہی اُس نے حیرا کو بھی کال کر کے خوشخبری سنائی اور فوراً گھر پہنچنے کے لئے کہا۔ اب وہ لوگ مٹھائی اور دانیال لوازمات سے لطف اندوز ہو رہے تھے جبکہ بابا عصر کی نماز پڑھنے مسجد اور اماں شکرانے کے نوافل ادا کرنے اندر جا چکی تھی۔

”ہاں تو آبی! آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے ناں! پہلی سیلری ملنے پر لیپ ٹاپ دلائیں گی مجھے اب آن لائن کلاسز کی وجہ سے اس کی شدید ضرورت ہے۔“ دانیال نے سمو سے کھاتے یاد دلایا۔

”جی نہیں شانیہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ پہلے مجھے وہ وہی ڈریس دلائیں گی جو جرمانی نے اپنے ڈرامے میں پہنا تھا۔“ چھوٹی نازش کیوں پیچھے رہتی۔

”اوہ! تمہارے سوٹ ضروری نہیں میرا لیپ ٹاپ اہم ہے تم تو ہو ہی نالائق، ہر وقت ڈراموں اور فیشن کی باتوں میں دھیان لگا رہتا ہے لیکن مجھے آپ کی طرح خوب محنت سے پڑھ لکھ کر ابا کا دایاں بازو بننا ہے۔“ دانی نے اس کے ہاتھ سے آنسکریم چھیننے بدل انداز میں جواب دیا۔

”چلو ندیدے کہیں کے“ نازش نے اپنا ہاتھ پیچھے کرتے اُسے سفید جھنڈی دکھائی۔ دونوں کی نوک جھونک سے وہ دونوں محفوظ ہو رہی تھیں۔

”اچھا! لڑائی بند کرو مجھے اپنا وعدہ اچھی

طرح یاد ہے انشاء اللہ تم دونوں کو تمہارے گفٹ ملیں گے۔ شایہ نے دونوں کو ڈپٹے خوشخبری سنائی۔

”We love Yahoo! شایہ آنی

you somuch اللہ آپ کو مزید کامیابیاں اور خوشیوں سے نوازیں اس کے دونوں بہن بھائی نے گلے لگتے فرط جذبات سے مغلوب ہوتے دعا دی تو شایہ ان کی مصروفیت پر مسکرائے لگی یہی تو اس کی زندگی کی کل کائنات اور خوبصورت رنگ تھے پھر وہ دونوں باہر چلے گئے۔ اُس نے حمیرا کی طرف دیکھا ”ارے تم کہاں کھو گئی؟“ اُس نے چکی بجاتے اُسے متوجہ کرنا چاہا۔

”نہیں، بس یا تم لوگوں کی مثالی محبت دیکھ کر تم پر رشک آ رہا تھا واقعی بہن بھائی کی نوک جھونک اور کھٹی میٹھی شرارتوں سے اصل رونق ہے۔ دیکھو میں کتنی تنہا ہوں نہ کوئی لڑنے جھگڑنے والا نہ کوئی ہم راز بہن ہے۔ حمیرا نے یاسیت سے کہا۔

”اوہ! اس خوشی کے موقع پر یہ اداسی والی بات نہیں چلے گی اور دانی اور نازش تمہارے بھی بہن بھائی ہیں، پاگل! تم ایسا کیوں سوچتی ہو؟ تم جب چاہو سکتی ہو؟ ان کے ساتھ ٹائم Spent کر سکتی ہو۔ شایہ نے اس کا ہاتھ تھام کر تسلی دی۔

”واقعی؟ حمیرا کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگی۔ ”جی بالکل! اور جب دو دن میں ہی ان کی شرارتوں سے پناہ مانگنے لگو گی ناں! تو پھر مجھ سے شکایت نہ کرنا“ اُس نے دہی پھلے پلیٹ میں نکالتے بلکے پھلکے انداز میں وارننگ دی تو حمیرا ہنسنے لگی۔

✦✦✦

زندگی دھوپ چھاؤں کے رٹوں کو اپنے آنچل میں سینے آگے بڑھ رہی تھی۔ شایہ کو آفس کا ماحول بہت پرسکون اور اسٹاف بہت دوستانہ اور سلجھا ہوا لگا تھا منیجر صاحب نہایت پر شفیق انسان تھے جب کے آغاز میں انہوں نے کام سمجھانے میں بہت مدد کی تھی۔ جلد ہی وہ اس ماحول میں ایڈجسٹ ہو گئی تھی ابھی بھی وہ سامنے رکھے لپ ٹاپ پر مہارت سے تمام اہم Deligations اور میٹنگ کے حوالے سے شیڈول تیار کر رہی تھی کہ اُسے سامنے گلاس ڈور سے عالیہ اپنی ہائی ہیل پر ٹپک کرتے وہی غرور و تکبر کے ساتھ آنی دکھائی دی۔ عالیہ کو اپنے آفس میں دیکھ کر جہاں شایہ کو جبرانگی ہوئی وہاں دوسری طرف Reception سے نوروز کی موجودگی کا معلوم کرتے عالیہ کو بھی اچھٹا ہوا۔

”یہ یہاں؟ نوروز کے آفس میں کیا کر رہی ہے؟ نوروز نے اُسے اپائنٹ کیا اور مجھے خبر تک نہیں“ دوسری طرف شایہ اپنی خیرانی پر قابو پاتے اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔ Reception سے یہ معلوم ہونے پر کہ وہ یہاں P.A کے عہدے پر فائز ہے۔ عالیہ کو پچھلے لگ گئے تھے۔ شایہ کو نظر انداز کرتے وہ دوسرے پورشن میں واقع نوروز کے آفس میں تنہا فن کرتے کھس گئی۔ جہاں نوروز کسی اہم میٹنگ میں مصروف تھا۔ اُس نے بلا وجہ مداخلت پر ناپسندیدگی سے دیکھا مصلحتاً اپنے منیجر صاحب کو وہاں سے جانے کیلئے کہا۔ منیجر صاحب نے بھی کچھ سمجھتے ہوئے اسے الٹرا ماڈرن روشیزہ کے سامنے سے ہٹ جانا مناسب سمجھا۔ بہر حال وہ ان کے سیکنڈ ہاس کی بیٹی تھی اور اس کی ناراضگی وہ انورڈ نہیں کر سکتے تھے۔

نوروز نے اپنے اندرونی خفاشار چھوٹا پاتے مسکرا کر اُس کی طرف دیکھا۔ ”ہیلو! کیسی ہو؟ آج تمہارے غریب خانے کا راستہ کیسے بھول گئی؟“

”خاہر ہے جب تم نئی مصروفیت بال لوگ اپنے ارد گرد دینے لوگوں کو جگہ دینے لگو گئے تو مجھے تمہاری خبر خیر کیلئے خود ہی تمہارے پاس آنا پڑے گا۔ عالیہ نے خشکی سے طنز کرتے جواب دیا۔ نوروز نے سمجھتے ہوئے بھی انجان بننے کی اداکاری کی۔

”تم کسی بات کر رہی ہو؟ ارے سوئیٹی! تمہارے لئے تو وقت ہی وقت ہے“ نوروز اور زیادہ انجان نہیں بنو۔ تم اچھی طرح سمجھ رہے ہو میں کسی بات کر رہی ہوں؟“ اس بار عالیہ نے براہ راست شایہ کے حوالے سے بات کی۔

”اوہ! تم وہ لڑکی..... کیا نام ہے؟ اس کا ہاں شایہ کی بات کر رہی ہو۔ وہ ہماری نئی اسسٹنٹ ہے۔ وہ ضرورت مندگی حمیرا کے ریفرفنس پر میں نے اسے ہائر کر لیا۔ اس میں اتنی پریشانی والی کی کیا بات ہے؟“ نوروز نے بھی اُسے دو ٹوک جواب دینا ضروری سمجھا۔

”تم اچھی طرح جانتے ہو وہ مجھے ناپسند ہے اتنی مشکلوں سے تو دو سال یونیورسٹی میں اس کو حمیرا کی وجہ سے برداشت کیا اب تم نے اُسے یہاں آفس میں لا کر بٹھا دیا۔ اب تو محترمہ خود کو کوئی ٹوپ چیز سمجھتی ہوگی۔“ عالیہ نے ملازم کے Serve کئے کافی سے سپ لیتے نخوت سے کہا۔

”خیر خاص تو وہ ہے“ نوروز نے یہ بات اپنے دل میں کہی۔ ”Oh Come on! تم کیوں اُسے اتنا اپنے سر پر سوار کر رہی ہو؟ تم اتنے بڑے بزنس

ایمپائر کی بیٹی اور وہ کہاں ایک معمولی ورکر؟ تمہارا اور اس کا کوئی مقابلہ نہیں۔“ نوروز نے اُسے Cool کرنا چاہا جس میں وہ کامیاب بھی رہا۔ اس کی بات پر عالیہ نے ادا سے اپنے بالوں کو جھٹکتے مسکرا کر دیکھا۔

”مگر پھر بھی وہ تمہارے اتنے قریب تو ہے اور میں تمہارے ساتھ کسی کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتی تم جانتے ہو میں تمہارے معاملے میں کتنی پوزیو ہوں؟“ عالیہ نے نوروز پر اپنا حق جتاتے کہا جس پر نوروز اندر ہی اندر بیچ و تاب کھانے لگا۔

”Cool Down, oh Baby“ وہ آنکل کے آفس میں منیجر صاحب کے انڈر میں کام کرتی ہے۔ انہوں نے ہی اس کا انٹرویو لیا تھا میرا تو اس سے اب تک سامنا بھی نہیں ہوا، نہ ہی وہ یہاں میری موجودگی سے باخبر ہے۔“ نوروز نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”Are you sure!“ عالیہ نے مشکوک نگاہ سے دیکھتے تصدیق چاہی۔ ”Yes! میرا Taste اتنا برا نہیں ہے۔ اب اس جیسی معمولی لڑکی کو اپنا P.A رکھوں۔“

اس کی یہ بات مایوت میں آخری کیل ثابت ہوئی عالیہ کا موڈ بحال ہو گیا تھا اب وہ نوروز کے ساتھ خوب ہنس ہنس کر بات کر رہی تھی۔ جبکہ باہر دروازے کا بینڈل گھماتے اور پھر نوروز کی آدھی ادھوری بات سن کر اس کا ہاتھ وہی زک گیا تھا۔ شایہ جو یہاں عالیہ کی موجودگی اور پھر اپنے دوسرے ان دیکھے پاس سے اس کا کیا تعلق ہے؟ یہی جاننے کے تجسس میں اندر آ رہی تھی کیونکہ اب تک وہ منیجر سہیل کے انڈر کام کر رہی تھی اور خاور صاحب (باس) کے علاوہ کسی اس فرم کے دوسرے پاس کے پاس آنے کی

ضرورت ہی نہیں پڑی تھی نہ یہ اسے کوئی دلچسپی تھی وہ اپنے کام سے کام رکھنے والے لڑکی تھی اور اب وہ اپنے اس فعل پر پچھتا رہی تھی کاش وہ اتنی تذلیل اور ذلت بھری باتیں سننے کے بجائے اس سے بے خبر ہی رہتی۔ اُسے نوروز ناپسند تھا مگر وہ بھی عالیہ کی طرح تنگ نظر، مغرور اور اپنے دولت کے نشے میں چور امیر زادہ ہوگا اس نے بھی تصور بھی نہیں کیا تھا اب اُسے حمیرا پر بھی غصہ آ رہا تھا اس کے دل میں حمیرا کی دوستی پر بدگمانی کی گرہ لگ گئی تھی۔ حمیرا نے ہی نوروز سے اس کی جاب کیلئے سفارش کی ہوگی کیا سوچتا ہوگا وہ میرے بارے میں کہ اس کے سامنے اتنی لائق نظر آنے کی اداکاری کرتی ہوں۔ میں اتنی آسانی سے ان لوگوں کے ہاتھ بیوقوف بنتی رہی میری خود داری، میری انا میرا غرور سب آج خاک میں مل گئے۔ بڑی مشکل سے اپنی سیٹ تک وہ واپس آئی تھی اپنے بہتے اشک کو بے دردی سے ٹشو پیپر سے رگڑتے اپنا بیگ سنبھالتے اپنے کرجی کر پکی ہوتے وجود کو ہاتھ لگاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اپنے بہن بھائی کا چہرہ گھوم گیا جو بے صبری سے اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے اس کی تنخواہ کا انتظار کر رہے تھے اپنے بوڑھے والدین کی آنکھوں میں امیدوں اور انگوں کے جگنو مانند نظر آنے لگے۔ وہ وہیں فٹ پاتھ پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ پھر ناچا پتے ہوئے بھی اس نے خود کو حمیرا کے سامنے جواب دہی کے لئے جانے کو تیار کیا۔ صد شکر اس وقت آنٹی کی پارٹی میں گئی ہوئی تھی۔ وہ ملازمہ سے حمیرا کی بات پوچھ کر سیدھے اس کے کمرے میں چلی آئی۔ حمیرا جو اُسے ہی کال کر رہی تھی اور مسلسل اس کا فون بند جانے پر اس کی طرف سے فکرمند

تھی۔ اس کی اتر حالت پر نظر پڑتے وہ اس کی طرف بھاگی اُسے بڑی مشکل سے صوفے پر بٹھایا اور زبردستی پانی کا گلاس اس کے خشک پڑتے لبوں سے لگایا جسے وہ ایک سانس میں گئی جیسے کئی دنوں سے صحرا کی مسافت طے کر کے یہاں تک پہنچی ہو۔

”بولو شنایہ؟ کیا ہوا ہے؟ گھر میں تو سب ٹھیک ہے؟“ حمیرا نے پریشانی سے استفسار کیا اس نے مشکل سر ہلایا۔

”پھر تمہاری یہ حالت؟“ اس نے جملہ ادھورا چھوڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

”حمیرا تم نے ایسا کیوں کیا؟ مجھے بھیک میں جاب دلوائی، تم اچھی طرح جانتی ہو میرے پاس میری خود داری میری انا اور میری ذات کا بھرم ہی بیتی اتنا ہے جسے تم نے گردی رکھ کر مجھے اپنے کزن کے آفس میں جاب دلوائی۔ تمہیں معلوم ہے تمہارے اس عمل سے میری سوائیٹ کا پندار پاش پاش ہو گیا میں اپنے آپ سے بھی نظر ملانے کے قابل نہیں رہی۔“ شنایہ نے اپنی سانس ہموار کرتے ہوئے یہ چند جملے ادا کئے وہ واقعی اندر تک ٹوٹ چکی تھی۔

”یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ میں ایسا کیوں کرونگی؟ اگر مجھے ایسا کرنا ہوتا تو اپنے بابا سے سفارش کروا کر اپنے آفس میں ہی سیٹ کرتی تھی مگر مجھے تمہاری خود داری طبیعت کا معاملہ ہے تم اچھی طرح جانتی ہو شنایہ! میں تمہارے ساتھ فائل ہوں تم مجھے اپنی بہنوں کی طرح عزیز ہو تم میرے بارے میں ایسا کیسے سوچ سکتی ہو؟ ضرور تم کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی۔“ حمیرا نے اپنی صغنائی دہانے سے سبھا ناچا ہا۔

”کیوں، کیا تم نے نوروز سے میری جاب کے حوالے سے سفارش نہیں کی؟“ اب حمیرا کو

ساری بات سمجھ آ گئی تھی۔

”شنایہ! تم جذباتی ہو رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہی ہو پلیز میری ساری بات ٹھنڈے دل و دماغ سے سنو پھر جو تمہارا فیصلہ ہو وہ کرنا لیکن اس سے پہلے تم مجھے بتاؤ، تمہارے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے؟ کیا نوروز نے تمہیں کچھ کہا ہے؟“ اس کی فکر مندی پر شنایہ نے اس کی طرف دیکھا مگر اس کے چہرے پر سچائی دکھ کر وہ خاموش ہو گئی اور ساری بات من و عنان اُسے بتاتے چلی گئی۔

”اوہ! تو یہ بات ہے؟“ اس کی ساری بات سن کر حمیرا کو اس کی ذہنی اذیت و تکلیف کا اندازہ ہو رہا تھا۔

”شنایہ! پہلی بات تو تم اپنے دماغ سے نکال دو کہ میں نے تمہاری سفارش کی تھی۔ نوروز نے اپنی فرم میں اس ویکنسی کا خود ذکر کیا تھا اُسے تمہارے جیسے ذہین، قابل اور مخلص Employ کر دیا تم نے وہاں باقاعدہ انٹرویو نام Refer کر دیا تم نے وہاں بلکہ اس کے پینل نے دیا جو کہ نوروز نے نہیں بلکہ اس کے پینل نے Conduct کیا جنہیں میرے حوالے سے تمہارا اور نوروز کی جان پہچان کا پتہ بھی نہیں۔ دوسری بات تم اپنی ذہانت و محنت کے بل بوتے پر اس مقام تک پہنچی ہو۔ نوروز یا کوئی بھی صرف خدا ترسی میں اتنی بڑی ذمہ دار پوسٹ پر جاب نہیں دے سکتا۔ جس سے ان کی بزنس ساکھ کو نقصان پہنچے تم جانتی ہو تم سے پہلے جو لوگ اس پوسٹ پہنچے اُسے انکل نے اس کی غیر ذمہ داری اور لا پرواہی کی وجہ سے فارغ کیا۔ وہ تمہاری خود اعتمادی اور ذمہ داری سے فرائض نبھانے پر مطمئن ہیں۔“ شنایہ نے اس کی ساری بات سن کر بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔

”میرا یقین کرو، یہ جاب تم نے ضرور پاپا پر جمیل حاصل کی ہے۔“ اس کے بھجانے پر شنایہ کا اعتماد کچھ بحال ہوا۔

”اوہ! تمہاری بات اگر میں مان بھی لوں تو آج انہوں نے عالیہ کے سامنے میری اتنی تذلیل کی وہ سب کیا ہے؟“

”ابھی نوروز کی ہی کال آئی تھی اُس نے بتایا تھا کہ تم بہت پریشانی میں آؤ گے سچی ہو اور یقیناً میرے پاس ہی آؤ گی مگر اصل بات اس نے نہیں بتائی تھی۔“

”تو نوروز اپنے آفس سے میرے پلٹنے اور ساری بات سن لیے جانے سے بے خبر نہیں تھا۔ تو کیا اُس نے جان پوچھ کر عالیہ کے سامنے میرے متعلق ایسی باتیں کہیں وہ مجھے برٹ کرنا چاہتا تھا۔“ وہ ایک بار پھر بدگمانی کے دہانے پر ٹھہری تھی۔

”نہیں شنایہ! نوروز اور ہمارا بچپن کا ساتھ ہے۔ وہ عام لڑکوں سے بالکل مختلف ہے اس کے نزدیک یہ دولت و امارت سے بڑھ کر انسانوں کی Self Respect کی قدر ہے اسے وہ تو اپنے گھر کے مالی سے بھی بہت عزت سے بات کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے عالیہ کے سامنے اُس نے جو کچھ کہا اس میں کوئی مصلحت ہو اُسے عالیہ کی فطرت اور مزاج کا بخوبی اندازہ ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ پورے اسٹاف کے سامنے تمہاری بے عزتی کرے کیونکہ اس کے ڈیڈ اور نوروز کے پاپا بزنس پارٹنر ہیں۔ صرف ان کے لحاظ میں مجبوراً اس کے سامنے نہ چاہتے ہوئے بھی تمہارے بارے میں اس طرح بات کرنی پڑی جس کے لئے وہ تم سے شرمندہ ہے۔ اور تم سے معافی مانگنا چاہتا ہے۔“ حمیرا نے اب نوروز کی وکالت میں اس کی حمایت کی۔

”مجھے ان کی معافی کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی میرا ارادہ اب ان کے آفس میں کام کرنے کا ہے میں کہیں اور اپلائی کروں گی۔ انشاء اللہ کوئی نہ کوئی سبب بن جائے گا۔ شایہ نے اہل انداز میں اپنا ارادہ ظاہر کیا۔

”جواب تو آپ کو یقیناً مل جائیگی مس شایہ! مگر یاد رکھیے آپ جیسی سادہ اور مخلص لڑکی کے لئے یہ دنیا ایک بھول بھلیاں ہے یہاں قدم قدم پر عالیہ جسے بد مزاج اور بد مزاج لوگوں سے آپ کا واسطہ پڑے گا۔ آپ کی ذہانت و قابلیت سے حاسد ہو کر سازشی لوگ آپ کے خلاف راستے میں روئے انکس گئے۔ آخر تک آپ خود کو اتنی تحقیر اور تنگ نظری سے بچائیں گی؟ یہاں گلدھنما درندے ہیں جو خوبصورت لڑکی جو معمولی ٹیلی بیک گراؤنڈ سے بھی تعلق رکھتی ہوئے اسے نہیں چھوڑتے۔ کم از کم میرے آفس کا اسٹاف اور ماحول تو دوستانہ اور مہذب ہے یہ تو بامیں کی آپ! آپ کو مجھ سے شکایت ہے ناں؟ مگر باقی اسٹاف تو آپ کی عزت کرتا ہے۔ یوں اچانک جاب چھوڑنے کا آپ سب کو کیا جواز پیش کریں گی۔ میری درخواست ہے میری وجہ سے آپ جذباتی پن میں کوئی انتہائی قدم مت اٹھائیے ویسے بھی آپ انکل کے آفس میں کام کرتی ہیں اگر آپ چاہیں گی تو عالیہ کی وجہ سے میں اس کے ڈیڈ کے آفس سے ہٹ کر آپ کو اپنے آفس میں شفٹ کر دوں گا۔ پلیز آپ گھر اچھی طرح میری باتوں پر غور کریں۔ اگر آپ کل جاب پر واپس آگئی تو میں سمجھوں گا کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا۔ یقین جانئے میں اپنے الفاظ پر دل سے شرمندہ ہوں لیکن خدا میرا گواہ ہے اس کا مقصد صرف اور صرف عالیہ جیسی مغرور لڑکی کے ہاتھوں آپ کی ناموس و وقار کو

پامال ہونے سے بچانا مقصود تھا۔“ نوروز نے بڑے ٹھہرے انداز میں اپنا مدعا بیان کیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی طرف قدم بڑھ دئے۔ شایہ نے بے یقینی سے دور تک اس کا تعاقب کیا وہ نہ جانے کب آیا تھا۔ اس نے اس کی باتیں سن لی تھیں۔ اس کا یہ سنجیدہ اور مہذب رویہ اس کے لئے بالکل نیا تھا اس نے ہمیشہ نوروز کو غیر سنجیدہ ہی دیکھا تھا۔ اب اس کی نظروں میں نوروز کے لئے پسزیدگی نہیں تھی نفرت بھی نہیں تھی اسے نوروز کی بات حقیقت کے آئینے میں بالکل درست محسوس ہوئی حیرانہ خاموشی سے اسے اپنے لئے خود درست فیصلہ کرنے کے لئے تہا چھوڑ دیا۔

گھر آ کر جی کافی ڈسٹرب رہی۔ اس کے دل و دماغ میں ایک جنگ جاری تھی والدین اور چھوٹے بہن بھائی کے بہتر مستقبل کا سوچ کر دل اس کا ہمنوا بن جاتا کہ اسے اتنی بہتر ملازمت صرف ایک خود سر لڑکی کی وجہ سے نہیں چھوڑنی چاہیے جبکہ نوروز نے اس سے معافی بھی مانگ لی ہے۔ اس کے الفاظ ضرور تکلیف دہ تھے مگر اس کی نیت صاف تھی اس نے مصلحتاً اس کی عزت و وقار کے تحفظ کے لئے عالیہ کے سامنے اس کے لئے نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ مگر دوسری طرف عالیہ کا تحقیر آمیز لہجہ اور طنزیہ کاٹھ دار گفتگو کا سوچ کر اس کے دماغ میں طوفان سا رہا ہو جاتا۔ اسی کشاکش میں اذان فجر کی آواز سنائی دی۔ صبح صادق کا وقت کچھ دیر بعد اندھیروں کو شکست دے کر اجالے نے ہر طرف روشنی کی کرن بکھیری تھی۔ اس نے وضو کر کے نماز کے بعد اپنے رب سے بہتر فیصلہ کی دعا مانگی اور بہر حال پھر وہ ایک فیصلہ کر کے

مطمئن ہو گئی۔ دوسری طرف نوروز بھی ساری رات بے چین رہا تھا اس کے تشر میں ڈوبے الفاظ سے اس انا پر اس لڑکی کے دل کو تھیس پہنچی تھی۔ مگر اس کی بہتری کے لئے اس کے علاوہ فی الوقت کوئی چارہ نہیں تھا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو عالیہ نہ صرف اسے تمام اسٹاف کے سامنے بے عزت کرتی بلکہ اپنے بابا سے کہہ کر اسے نوکری سے بھی نکالنے پر مجبور کرتی اور وہ ایسا رہ نہیں چاہتا تھا۔ ساری رات ٹیس پر جاگ کر اس کو نگ سے اس کی اندرونی خلفشار کا اندازہ ہو رہا تھا۔

دوسرے دن وہ قبل از وقت آفس پہنچ گیا اور کچھ دیر بعد اس نے سہیل صاحب کو طلب کیا۔ ”جی سر! شایہ آؤٹ کی فائل رپورٹ تیار کر کے دیتی ہیں تو میں آپ کو Email کرتا ہوں“ ان کی بات پر نوروز نے بے یقین سے ان کی طرف دیکھا۔ ”کیا مس شایہ آج آفس آئی ہیں؟“ نوروز نے تصدیق چاہی۔ ”جی سر وہ آچکی ہیں لیکن ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی شاید اسی وجہ سے وہ کل بھی جلدی چل گئی تھیں“ سہیل صاحب نے قیاس آرائی کی۔

”اوکے! آپ جا کر باقی کام دیکھیں اور مس شایہ کو فراغت کے بعد میرے پاس بھیجیں جب تک انکس اسلام آباد ٹور سے واپس نہیں آجاتے ان کے حصے کا بھی سارا کام میں دیکھوں۔“

”آل رائٹ سر“ یہ کہہ کر سہیل صاحب وہاں سے جا چکے تھے۔ شایہ کی آمد کا سن کر نوروز کا ملاں کم ہوا تھا ورنہ کل سے اس کی ٹکھوں میں شایہ کا ٹوٹا بکھرا آنسوؤں سے تر چہرہ بے چین

کئے ہوئے تھا۔ ”مے آئی کم ان سر!“ کچھ دیر بعد میں اُسے شایہ کی آواز سنائی دی۔ نوروز اپنے خیالوں سے چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ گلابی آچل میں متانت و سنجیدگی کے ساتھ وہ جیسے ہر شے یہاں تک کہ اپنی ذات سے بھی بے نیاز لگ رہی تھی۔

”جی بیٹھیں مس شایہ!“ نوروز نے بھی اس سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا۔ کچھ دیر دونوں کے درمیان بے معنی خاموشی چھائی رہی پھر شایہ نے ہی خاموشی کو زبان دی۔

”کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ نے مجھ کیوں یاد کیا؟ جب کہ اب تک تو کمال سیر کے ساتھ میں اپنے تمام امور انجام دے رہی تھی۔“ اس بار شایہ کی آواز میں طنز بھی شامل تھا۔ ”مجھے پتہ ہے مس شایہ! آپ مجھ سے خفا سے یقین کریں خود کو آپ کے سامنے پوشیدہ رکھنے کا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ میں آپ کو میرا مطلب ہے آپ جیسی ذہین و قابل لڑکی کسی قیمت صرف اپنی وجہ سے اس ملازمت سے دستبردار ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ورنہ میرے دل میں تا عمر ایک نامعلوم بوجھ رہتا۔“

”کیا مطلب؟“ اب چونکنے کی باری شایہ کی تھی۔

”مجھے معلوم ہے عالیہ کی وجہ سے آپ مجھے بھی اس جیسا مغرور، خود سر اور خود پرست انسان سمجھتی ہیں اور پھر ہمارا سامنا بھی ہمیشہ ناسازگار ماحول میں ہوا میں آپ کی آنکھوں میں اپنے لئے ناپسندیدگی کے جذبات دیکھ چکا ہوں“ نوروز نے اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتے ٹھہرے ٹھہرے انداز میں اپنا مدعا بیان کیا۔ اس کی بات پر شایہ پہلو بدل کر رہ گئی۔ ”یہ شخص تو

میری سوچ سے بھی زیادہ چہرہ شاک ہے۔“

”یہی وجہ تھی کہ میں نے حیرا سے درخواست کی تھی کہ وہ میرا ذکر کئے بغیر آپ کو اس ملازمت کے لئے اپلائی کرنے پر راضی کرے باقی یہ جاب آپ نے اپنی قابلیت سے حاصل کی ہے۔ نہ ہی میں نے آپ پر کسی قسم کا کوئی ترس کھایا ہے اور نہ ہی حیرا نے مجھ سے آپ کی ملازمت کے لئے سفارش کی تھی۔ کیونکہ نہ تو میں آپ کو ذاتی طور پر جانتا ہوں محض چند اتفاقی ملاقات کے علاوہ ہمارے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں جس کی بنیاد پر میں اپنے آپس کی اتنی ذمہ دار پوسٹ کے لئے کوئی نا تجربہ کار اور نامہل شخص کو ملازمت کے لئے ہائز کروں جس سے میری بزنس ساکھ کو کوئی خسارہ ہو اور For you kind Information انتخاب کا ذاتی فیصلہ عالیہ کے والد یعنی میرے انکل کا تھا۔“ شایہ خاموشی سے اس کی بات حرف بہ حرف سن رہی تھی۔ یہی باتیں تو حیرا نے بھی کہی تھیں۔

”مجھے یقین نہیں آ رہا کہ کمال صاحب جیسے Kind Heard نرم مزاج اور انرا انا دوست شخصیت عالیہ کے والد ہیں دونوں کے مزاج میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔“ شایہ نے اپنی حیرانی کو زبان دی۔

”آپ نے بالکل درست تجزیہ لگا یا دراصل عالیہ میری خالہ کی شادی کے 5 سال بعد پیدا ہوئی۔ اسی لئے ان کی بہت زیادہ جوتی ہے۔ بے جالاؤ پیارا اور ہرجاز زدنا جاز خواہش کی تکمیل وہ اپنا فرض سمجھتے ہیں انہی باتوں نے عالیہ کو ضدی اور خود سر بنا دیا ہے۔ Anyway میں کل کی باتوں کے لئے ایک بار پھر آپ سے معذرت خواہ ہوں میں چاہتا تو عالیہ کو اس کی

بدتمیزی پر جواب دے سکتا تھا مگر صرف اس وقت صرف انکل اور خالہ کی عزت و محبت کے لحاظ سے برداشت کرنا میری مجبوری ہے اور میں آپس کی تماشائیں لگانا چاہتا تھا۔ جس سے آپ کی ذرا پر کوئی حرف آئے میرے لئے میرے درگزر کی عزت قابل احترام ہے۔ hope so۔

اب آپ کے دل سے میرے لئے پچھنے والا تمام خود ساختہ بدگمانی دور ہوگئی ہوگی۔ اس نے تھوڑا مسکرا کر ہلکے ہلکے ہنساؤں میں جواب دیا۔

”Its Oki! لیکن میری بھی آپ سے درخواست ہے کہ آئندہ اس موضوع پر آپ مجھ سے کوئی بات نہیں کریں گے اور نہ ہی عالیہ کے سامنے میری ذات کو دکھائیں گے۔“ یہ کہہ کر وہ اپنے پروجیکٹ اور پراجیکٹڈ انداز میں وہاں سے چلی گئی جبکہ نوروز مسکرا کر گلاس وینڈو کے پار سے اس جناح جاں کو جاتے اس وقت تک دیکھ رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئی پھر سر جھٹک کر ہلکے ہلکے دل کے ساتھ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ نوروز کو اپنی اس تبدیلی پر خود بھی حیرانگی تھی آج تک اس نے خود کو کسی کے سامنے Justify نہیں کیا تھا نہ ہی اس طرح اپنے کسی فیصلے کی وجہ سے جواب دہ ہوا تھا مگر یہاں معاملہ دل ناداں کا تھا۔ جس نے اُسے محبوب کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے اس کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ان سب کے باوجود اسے کوئی شرمندگی نہیں تھی۔

اس دن کے بعد سے شایہ کا نوروز سے بہت کم ہی سامنا ہوا وہ اب بھی سر کمال کے آپس میں شیجر صاحب کی رہنمائی میں کام کر رہی تھی۔ یہ جانے بغیر کہ اب نوروز کا ہے بگ ہے کمال

صاحب کی غیر موجودگی میں ان کے آپس میں بھی بیٹھنے لگا تھا اور glass window کے پار دو گہری محبت سے محو آنکھیں اُسے مسلسل تکتی رہتی ہیں۔

جاپان سے آج کل کوئی Deligation آیا ہوا تھا جس کے ساتھ ساتھ شاہ بلڈرز کی اہم مشین تھی۔ یہ پروجیکٹ ان کے لئے بہت اہم تھا اسے حاصل کرنے کے لئے ملک کے تقریباً سب ہی مایہ ناز بزنس مین ایڈمی چونی کا زور لگا رہے تھے۔ نوروز بھی اسی سلسلے میں آج کل پانچنگ میں مصروف تھا۔ پہلے جتنے سر کمال کی واپسی کے بعد وہ مستقل اپنے پورشن میں ہی کام کرتا تھا۔ اور ابھی شایہ کے فون کال پر ان کے پاس اس سلسلے میں کچھ ڈسکس کرنے ان کے آپس میں موجود تھا جبکہ اس کے برابر والی نشست میں شایہ کمال صاحب کی ہدایت پر کچھ اہم پوائنٹ نوٹ کر رہی تھی۔

”آؤ نوروز! مجھے تمہاری اشد ضرورت تھی یہ نیڈر کسی صورت ہمارے حریف کے پاس نہیں جانا چاہئے مگر مسئلہ یہ ہے کہ جاپان کی کمپنی سے معاہدہ کی بنیاد پر ہم جو شاپنگ پلانز ان کے زیر ہدایت تعمیر کرنا چاہ رہے ہیں اس کا ماڈل صرف اور صرف مس فرج ڈیزائن کر سکتی ہیں لیکن سہیل صاحب سے معلوم ہوا کہ ان کے والد کا گاؤں میں انتقال ہو گیا ہے لہذا وہ دس دن کی چھٹی پر ہیں اور ہمارے پاس اتنا زیادہ وقت نہیں۔ مخالف پارٹی کو ہماری ساکھ مارکیٹ میں خراب کرنے کا موقع مل جائے گا اور اسے کم نوٹس پر کوئی دوسری ڈیزائن ہائز کرنا ناممکن ہے۔ انہوں نے اپنی نگر بندی اس پر ظاہر کی جسے سن کر نوروز بھی کچھ فکر مند ہوگا۔

”انکل آپ پریشان نہ ہو، میں خود کوشش

کرتا ہوں اُسے ڈیزائن کرنے کی۔۔۔۔۔“

”یار تمہارے پاس آل ریڈی اتنا کام کا بوجھ ہے اب اس کے لئے کیسے وقت نکالو گے؟“ انہوں نے نوروز کی بات قطع کرتے ہوئے جواب دیا۔ شایہ ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھی اس نے اپنے باس کو پریشان دیکھ کر اپنی خدمت پیش کرنے کی ہمت کی۔

”سر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس ماڈل کو ڈیزائن کرے میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں؟“ اس کی بات پر دونوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

”آپ مگر۔۔۔۔۔ ابھی آپ نا تجربہ کار ہیں۔ نہ ہی ابھی آپ کے ہاتھ میں آر پیچر کی ڈگری ہے تو میں یہ سب کیسے؟“ کمال سر نے حیرانگی سے پوچھا۔

”سر آپ نے ہی مجھے یہاں میرے سابقہ تعلیمی ریکارڈز کو دیکھتے P.A کی پوسٹ کے لئے پائیز کیا تھا اور آپ کے ہی یہ الفاظ تھے کہ میرا تعلیمی ریکارڈ بہت شاندار اور مجھ میں خدا داد صلاحیتیں ہیں جب موقع ملے گا تو آپ ہماری کمپنی کیلئے ایک بہتر اضافہ بناتے ہوگی میرا خیال ہے سر اس سے بہتر موقع شاید دوبارہ ہی مجھے ملے۔“ شایہ نے ازلی خود اعتمادی اور عزم کے ساتھ ان کی گہری بات یاد دلانا نہیں لاجواب کر دیا۔ مگر اب وہ مجھے میں تھے۔

”انکل میرا خیال ہے ہمیں مس شایہ کو موقع ضرور دینا چاہیے مجھے امید ہے یہ ہمیں مایوس نہیں کریں گی۔ آپ کی سلی کے لئے میں ان کی معاونت کرنے کو تیار ہوں۔“ نوروز کی حمایت پر شایہ نے اسے دیکھا۔

”اوکے گائیڈ! Best of luck“ انہوں نے نوروز کی یقین دہانی پر رسک لینے کا

فیصلہ کر لیا۔

♦♦♦

شناہ کو اپنے آپ کو منوانے کا یہ سنہری موقع تھا ابھی بھی وہ لیپ ٹاپ میں بڑی تھی۔ بلاشبہ نوروز نے اس سلسلے میں اس کی کافی مدد کی تھی۔ جس کے لئے وہ دل سے اس کی ممنون تھی۔ اس کی والدہ اس کے لئے دودھ کا گلاس لیکر آئیں تو اسے مصروف پایا۔

”لو بیٹا یہ دودھ پی لو دیکھو تو تم نے خود کو بالکل مشین ہی بنالیا ہے۔ بیٹا! اب تو اللہ کا شکر ہے تمہاری ملازمت سے گھر میں کافی خوشحالی آگئی ہے۔ تمہاری خواہش کے مطابق دونوں بہن بھائی کا اچھے کالج میں داخل ہو گیا ہے۔ اب کیوں تم اپنے آپ کو اتنا ہلکان کر رہی ہو؟ دیکھو کیسا ہلدی کی طرح تمہارا رنگ ہو گیا ہے۔ بال کیسے خشک ہو رہے ہیں“ اماں نے پیار سے اُسے ڈبٹا۔

”ارے میری بھولی اماں آپ کا وہم ہے جب آپ جیسے محبت کرنے والے والدین کی دعائیں میرے زیرِ سالہ ہیں تو بھلا مجھے کیا ہو سکتا ہے؟ بس آپ دعا کریں یہ پروجیکٹ کامیاب ہو جائے تو نہ صرف میں اپنے پاس کے سامنے سرخرو ہو جاؤں گی بلکہ بہنی کو ترنی کے ساتھ ساتھ میری پردموش بھی متوقع ہے۔ پھر دیکھئے گا میں بابا کا بانی پاس کرواؤں گی اور وہ پہلے کی طرح تندرست و توانا ہو جائیں گے۔“ شنایہ نے دودھ کا گلاس لیتے تفصیل سے آگاہ کیا۔ اس کی آنکھوں میں جلتے روشنی مستقبل کے دیئے دیکھ کر اس کی ماں کو اپنی بیٹی پر فخر محسوس ہوا۔ اس کی عمر کی لڑکیاں تو شادی اور اپنا گھر بنانے کا خواب دیکھتی ہیں مگر اس کے لئے زندگی کا غور اس کی فیملی بھی ان کی آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں

اسے گلے لگا کر پیار کیا۔

”اللہ میری بچی کو بہت ساری کامیابی دیں اس کے سارے خواب سچے ہوں گے مگر یہ دودھ ضرور پی لیتا اور بس اب سو جا“ آفس میں جانا ہے۔

”ok! اماں آپ فکر نہ کریں بس آؤ گھنٹے کا کام رہتا ہے“ یہ کہہ کر وہ ان کے کمرے کے بعد دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

جاپان کی Deligation ان کی امید زیادہ ان کے کام سے خوش و مطمئن تھی شنایہ تیار کردہ سروے، شاٹنگ پلازہ سے انوکھے اور جدید آئیڈیاز کو سب نے سراہا۔ پانچ سال کیلئے ان کی فرم کے ساتھ کنٹرول منظور ہو گیا تھا نہ صرف یہ پروجیکٹ بلکہ مزید جدید طرز کے اپارٹمنٹ کی تعمیر کا ٹینڈر ان کی فرم کو ملتا تھا جو ان کے لئے بہت کامیابی تھی۔ عالیہ کے والد اور نوروز کے باپ سارا کریڈٹ شنایہ کو دیا تھا اس کی خواہش میں انکریمینٹ کے ساتھ ساتھ اسے جو غیر اسٹریٹجی کی پوسٹ پر فائز کیا گیا تھا۔ ساتھ ہی اس سے پک اینڈ ڈراپ کی سہولت اور مراعات بھی دی گئی تھیں۔ ان تمام معاملوں میں نوروز نے خود کو غیر جانبدار رہی ظاہر کیا تھا۔ دل میں اس کی کامیابی پر بہت خوش اور انظرِ انتخاب پر اسے فخر محسوس ہوا۔ عالیہ کے کی بات یہ خبر اس تک بھی پہنچ گئی تھی۔

”شنایہ! ماشاء اللہ ہماری Emphys ایک بہترین اضافہ ہے میرا انتخاب غلط نہیں آج اس کی کاوش کی وجہ سے ہماری فرم کو آ very proud of her! بہت ہی سچی ہوئی بچی ہے اور ہاں

بچہ چلا ہے کہ وہ تمہاری کلاس فیلو تھی دیکھو My child! تم بھی اس کی طرح بننے کی کوشش کرو اپنی ڈگری کو عملی زندگی میں بروئے کار لاؤ آخر یہ سب کچھ تمہارا ہی تو ہے تم نے ہی اسے سنبھالنا ہے۔“ آخر میں انہوں نے عالیہ کو مخاطب کرتے نصیحت کی جو پہلے ہی اس کی تعریف پر خائف تھی اور اب اس طرح اپنے باپ کی نصیحت پر اس کا غصہ سوا نیزے پر تھا مگر اُس نے بظاہر مسکراتے ہوئے اتنا ہی کہا۔

”بابا! آپ مجھے اس لوئر مڈل کلاس لڑکی سے کمپیر کر رہے ہیں اتنی محنت و جدوجہد کر اس کی مجبوری ہے یہی وہ واحد سبب ہے جس سے وہ اپنی زندگی کے حالات کو کچھ بہتر بنا سکتی ہے مگر مجھے یہ سب کرنے کی کیا ضرورت؟“ اس نے لیمن جوس پتے سخت سے جواب دیا۔

”مگر My Child“ کمال صاحب نے ناسمجھا انداز میں کچھ سمجھانا چاہا لیکن سرکمال کی بروقت مداخلت پر خاموش ہو گئے۔

”اوہو! آپ بھی صبح صبح کیا باتیں لیکر بیٹھ گئے صبح تو کہہ رہی ہے یہ سب کچھ اسی کا تو ہے کیا ضرورت ہے اسے صبح سویرے اٹھ کر اپنی نیند خراب کرنے اور اپنا دماغ کھپانے کی؟ وہ لڑکی تو Empty ہے اگر اس نے ہماری فرم کو کامیابی دی ہے تو اس کے بدلے اسے ہینڈسم معاوضہ و دیگر مراعات بھی تو مل رہا ہے“ انہوں نے تحفہ کو ٹھنڈک پہنچی اس کے بعد کمال صاحب نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔ بہر حال وہ اپنی چیتی اکلوتی منظور نظر کوناراض نہیں کر سکتے تھے۔

اس کی فیملی بہت خوش تھی۔ اس کا فائل کا رزلٹ بھی اچکا تھا حسب معمول اس نے اپنے

ڈیپارٹمنٹ میں سیکنڈ پوزیشن لی تھی اپنے ہاتھ میں آرکیچر کی ڈگری دیکھ کر اس کی آنکھیں فرطِ دلیلا سے نم ہو گئی۔ اس نے آسمان کی طرف تشکر سے دیکھتے ہوئے اب رب کا شکر ادا کیا۔ اپنی کامیابی کو تسلیم کرنے وہ اپنے بہن بھائی کی خواہش پر شہر کے مہنگے ترین ہوٹل میں آئی تھی جہاں کا ماحول اور Menu دیکھ کر اس کی بہن بہت ایکسائٹڈ ہو رہی تھی۔

”ارے واہ آئی! یہاں تو فل AC ہے اور میں تو چھری کاٹنے سے چائیمیز کھاؤنگی جیسے ڈراموں میں خرامانی کھاتی ہے۔“

”آف ایک تم اور تمہاری وہ حرامانی... ڈراموں کی دنیا سے نکل کر آئی کی طرح پڑھائی میں دل لگاؤ تاکہ تم بھی ان کی طرح اس مقام تک پہنچو۔“ اس کے بھائی نے حسب معمول اسے لتاڑا تو وہ منہ بنا کر رہ گئی۔

”اور ہاں ذرا تمیز سے بیٹھو سب لوگ تمہاری طرف متوجہ ہے جیسے پہلی بار آئے ہو“ اس کے ناچ بنے پر وہ پھر ایک بار شروع ہو گئی۔

”ہاں تو پہلی بار ہی آئے ہیں اور تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے خود بہت ایسے مہنگے ریسٹورنٹ میں آتے رہتے ہو“ نازش نے اس کا مذاق بناتے کہا۔ اُس سے پہلے ان کی لڑائی طول پکڑتی شنایہ نے ہی مداخلت کر کے انہیں روکا۔

”اچھا بس! تم لوگ یہاں میری کامیابی تسلیم کرنے آئے ہو اور اس طرح بحث کر کے سارا مزہ خراب کر رہے ہو، وہ دیکھو ویر بھی ہماری طرف ہی آ رہا ہے۔“ شنایہ کے اشارہ کرنے پر موقع کی نزاکت کا احساس کر کے وہ دونوں خاموش ہو گئے خوشگوار ماحول میں ہنسی مذاق کے دوران کھانا تناول کیا گیا۔ اسی دوران

کرتے تھے۔ جو اس کی زندگی کا قیمتی سرمایہ اور زندگی کی سختیوں میں آگے بڑھنے کے لئے زیادہ راہ ہے۔ ان کی دعاؤں کی بدولت وہ اب قدرے بہتر علاقے میں تین کمروں کے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہو گئے تھے۔

♦♦♦

آج صبح سے موسمِ ابر آلود تھا محکمہ موسمیات نے آندھی کی پیش گوئی کی تھی لیکن بجلی کا بل جمع کرانے کی بھی آخری تاریخ تھی دانیال کی پڑھائی میں مصروفیت بڑھ جانے کی وجہ سے اب یہ ذمہ داری شاید نے لے لی تھی۔ مگر پچھلے دنوں آفس میں حد سے زیادہ مصروفیت کی وجہ سے اس کے ذہن سے یہ بات بالکل فراموش ہو گئی۔ لہذا اس کے والد نے ناخن کے بعد خود جا کر جمع کروانے کا فیصلہ کیا اس کی والدہ کے منع کرنے کے باوجود وہ دوا سناپ کے فاصلے پر واقع بینک چلے گئے۔ آخری تاریخ کی وجہ سے کافی رش تھا مگر ان کی بزرگی کا خیال کرتے جلدی ہی ان کو فارغ کر دیا گیا تھا۔ واپسی میں کالی گھٹائیں اور پھر گرد آلود ہوا میں چلنے لگی اندھیرے کی وجہ سے ان کے لئے چلنا دشوار ہو رہا تھا سانس دھونے کی طرح چل رہی تھی وہ کچھ دیر آرام کی غرض سے وہی قریب بس اسٹینڈ پر بیٹھ گئے اسی وقت ان کے سامنے بی ایم ڈیو آکر رکی۔

”اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ مس شانیہ کے والد ہیں؟“ نوروز نے تصدیق چاہی۔ انہوں نے نوروز کی طرف دیکھا۔

”جی جیٹا! مگر آپ شانیہ کو کیسے جانتے ہیں؟“ انہوں نے سوا کیا۔

”دراصل انکل، مس شانیہ ہماری فرم میں جاب کرتی ہیں کافی محنتی اور ذہین ہیں چلیں میں

آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں“ اس سے پہلے کہ کوئی اور تفتیش کرتے نوروز نے ان کو سہارا دیکر اٹھاتے ہوئے آفری۔ پھر ان کے منع کرنے کے باوجود نہ صرف ان کو چھوڑنے گھر تک بلکہ کچھ ہی دیر میں اپنی بے تکلفی اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ان کو اپنا گرویدہ بنا چکا تھا۔ الوداعی کلمات ادا کرنے تک وہ دانیال اور نازش کا ہاتھ بٹائی بن چکا تھا اور نازش کے ہاتھ کی بنی جاسے کی اس نے دل کھول کر تعریف کی تھی۔ جس پر وہ خوشی سے پھولے نہیں سارہی تھی۔ نوروز نے اجنبیت کی یہ دیوار صرف اور صرف شانیہ کی محبت میں گرائی تھی ابھی نہ جانے اور کتنے عشق کے امتحان سے گزرتا تھا وہ اپنی سوچ پر خود مسکرا دیا۔ ایک گھنٹے سے زیادہ بیٹھ کر وہ گیا تھا۔

”اُف اللہ مجھے تو یقین نہیں آ رہا، شانیہ آپ کی کے پاس اور ہمارے غریب خانے پر بہتے ملنار اور خوش اخلاق ہیں؟ اتنی شاندار گاڑی، قیمتی لباس اور شاندار شخصیت کے باوجود بالکل بھی غرور نہیں کتنی جلدی ہم سب میں ٹھل ٹھل گئے نازش نے تعریف کی تو دانیال بھی آج پہلی بار اس کی بات سے متفق ہوا۔

”بابا! جب میں دروازہ کھولے گیا تو آپ کو پتہ ہے آپ پاس کے لوگ اتنی حیرانی سے آپ کو گاڑی سے اترتے دیکھ رہے تھے اور بچے رشک بھرے انداز میں اتنی شاندار گاڑی کو تنک رہے تھے۔“ دانیال نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا اس کے والدین صرف مسکرا رہے تھے۔

”ہاں واقعی بہت ہی بھلا مانس بچہ ہے اس کے والدین نے بچے کو بہت ہی بہترین تربیت کی ہے۔“ بابا نے بھی تائید کی۔

”اسلام علیکم بابا! اتنے زور و شور سے کس کی شان میں تعہد ہو رہی ہے اور دانی اور نازش

آج ایک ساتھ کیسے بیٹھے مسکرا رہے ہیں کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہی، سب خیریت تو ہے۔“ شانیہ نے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوتے ان کی آخری بات سن کر مزاحیہ انداز میں سوال کیا۔

”کچھ نہیں بیٹا! بس آج ایک بہت ہی مہربان اور نیک دل نوجوان سے ملاقات ہوئی جو نہ صرف مجھے گھر تک چھوڑ گیا بلکہ اپنی سادہ طبیعت اور خوش مزاجی کی وجہ سے ہمارا دل بھی جیت لیا، اللہ اس کو ہمیشہ خوش و آباد رکھے۔“ شانیہ جو پانی پیتے ہوئے ان کی بات غور سے سن رہی تھی۔ نازش کی بات پر بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔

”آپ کو پتہ ہے آپ وہ کوئی اور نہیں بلکہ آپ کے پاس نوروز بھائی تھے۔“ نازش نے اپنے طور پر سنسنی پھیلاتے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

”بھائی..... نوروز! آخر یہ ماجرہ کیا ہے؟“ اب حیران ہوتے بھائی سے پوچھا تو بابا نے اس کے سامنے سارا قصہ گوش گزار کر دیا۔

”اوہ! تو یہ بات ہے“ شانیہ نے کوئی بھی تاثر ظاہر کئے صرف اتنا کہا اس سے پہلے نازش پھر اس کی شان میں تعہد گوئی کرتی اس نے اسے ٹوکے ہوئے حکم دیا۔

”خاؤ دانیال اور میرے لئے کھانا گرم کرو اس کو اکید کی کے لئے دیر ہو رہی ہے جب تک میں پہنچ کر کے آتی ہوں۔“ نازش اس کے حتی انداز پر منہ بنا کر رہ گئی جبکہ دانیال نے حسب عادت اس کو دیکھ کر منہ چڑھایا جس پر اس نے مزید تپ کر کچن کا رخ کیا۔

♦♦♦

وہ ساری رات نوروز کے بارے میں ہی

سوچتی رہی بظاہر اتنا مغرور Reserve نظر آنے والا شخص غریبوں کے لئے اتنا ہمدرد اور مہربان ہو سکتا ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی جبکہ حمیرا بھی کئی بار اس کی اس خوبی کا ذکر کر چکی تھی۔ نوروز کی شخصیت اس کے لئے ایک پہیلی تھی جسے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی بوجھنا چاہتی تھی اگلے دن وہ وقت سے کچھ قبل آفس کیلئے نکل گئی۔ آفس پہنچ کر بھی اس کی بے چین نگاہیں گھڑی کی طرف تھی بالآخر ساڑھے نو بجے ہیون سے اس کی آمد کے بابت پتہ چلا تو وہ کچھ سوچ کر اس کے آفس کی طرف چلی آئی جو دوسرے پورشن میں تھا۔

”مے آئی کم ان سرا“ اس نے دروازہ کھول کر اندر آنے کی اجازت مانگی جبکہ شانیہ کو اپنے سامنے دیکھ کر نوروز کو ایک خوشگوار احساس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ بے خودی میں اس کے بے داغ حسن کو دیکھ گیا۔

”سر کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟“ اس نے ایک بار پھر اجازت چاہی۔

”Yes! جی مس شانیہ؟“ اس نے اپنی کیفیت پر قابو پاتے عام سے لہجے میں آنے کا مقصد پوچھا۔

”سر دراصل میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہ رہی تھی کل آپ نے جس طرح میرے والد کی مدد کی“ اس نے اپنے پچھلے رویے کی وجہ سے کچھ اچکچاتے ہوئے اپنا آنے کا مدعا بیان کیا۔

”Its ok!“ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں بائی داوے مجھے تو لوگ رہا تھا کہ کہیں آپ مجھے آکر یہ کہیں گی کہ شاید میں نے آپ کی وجہ سے ان کو ڈراپ دیا ہے۔ خیر آپ کی چیلی سے مل کر مجھے خوشی ہوئی کافی سادہ اور ملنار لوگ ہیں۔“ صرف اس کو اپنے سامنے زیادہ دیر تک روکنے کی غرض سے بات برائے بات کی۔

"Thank you Sir!" اور اپنے پچھلے رویے پر میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں
براہِ مہربانی۔۔۔۔۔"

"دراصل آپ کے نزدیک تمام امیر زادے عالیہ کی طرح مغرور، خود پرست اور اپنے سے کم حیثیت لوگوں کو کمتر و حقیر سمجھنے والے ہوتے ہیں۔" نوروز نے پیر ویٹ گھماتے بظاہر سنجیدگی سے اس کی بات قطع کرتے جواب دیا۔

"جی۔۔۔۔۔ میرا یہ مطلب ہر گز نہیں تھا۔" شانیہ پہلی بار واقعی نوروز کے سامنے اس سچائی پر ٹپٹائی تھی۔

"بہر حال آپ کا جو بھی مطلب تھا لیکن میرا مقصد آپ کو شرمندہ کرنا نہیں تھا بلکہ صرف یہ احساس دلانا تھا ضروری نہیں جو ظاہری طور پر جیسے نظر آتا ہو وہ اندر سے بھی ویسا ہو۔ بحیثیت اس مینیجر کے Owner اپنے Employ سے reserve رہنا میری ذہنی کا حصہ ہے۔ لہذا آئندہ تمام لوگوں کو ایک ہی ترازو میں مت تولیے گا۔"

"جی۔ شانیہ نے صرف اتنا ہی جواب دیا آج پہلی بار اتنی خود اعتمادی کے باوجود وہ کسی کے سامنے لا جواب ہوئی تھی اس کو لوگوں کو پرکھنے کی کسوٹی کا وہ کوئی غلط ثابت ہوا تھا۔ دوسری طرف اس کے جانے کے بعد نوروز کھل کا ہنسا۔

"Oh my god!" سنجیدہ بننے کی ایک ٹنگ کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ مگر مجھے یہ جان کرا چکا تھا کہ تمہاری پہلی کی خوشی تمہاری کمزوری ہے۔ لہذا تمہارے دل تک رسائی کے لئے پہلے ان سے دوستی کرنا کوئی ہنگامہ سودا نہیں آج کے عمل نے تمہارے دل میں پہلی نرم جو تک تو لگا دی ہے

مس شانیہ! وہ وقت دور نہیں جب تم خود سے زیادہ مجھ پر اعتماد کر دو گی۔" نوروز نے شوخ کی دھن گنگناتے ہوئے لیپ ٹاپ آن کیا۔

اس کے بعد کئی بار نوروز ان کے گھر آچکا تھا سب کے منع کرنے کے باوجود ہمیشہ دانیال اور نازش کے لئے گفت ضرور لانا۔ اب ان کے ساتھ گپ شپ لگانا اُسے اچھا لگتا تھا وہ چند دن میں ان کی فیملی کا حصہ بن گیا تھا کہ اب ناخوشوں طریقے سے شانیہ کی پسند و پسند اور عادات وغیرہ کے بارے میں کافی کچھ جان چکا تھا۔ مگر اس نے شانیہ کی فیملی کو اس کے آنے کی بات بتانے سے فی الحال منع کیا تھا۔

"انٹل! مس شانیہ بہت ہی خود دار اور reserve مزاج رکھتی ہیں اس طرح ان کو میرا یہاں آنا آپ لوگوں سے گھٹنا ملنا ناگوار نہ گزرے۔ پلیز آپ لوگ اسے صیغہ راز میں رکھیے گا۔" اس کے اصرار پر اور اس کی خوش اندازی کی وجہ سے وہ لوگ مان گئے تھے۔

آج پھر ناشے کی ٹیبل پر اس کے بابا اور ماما میں اس کی شادی سے متعلق بحث چل رہی تھی۔ "رضو بابا پلیز میرے لئے فریش جوس لیکر آئیں" نوروز نے جوتنگ سے واپسی پر ہدایت دی۔

"Good Morning!" اس نے ماما کی سامنے والی نشست سے نکالتے ہوئے خوشدلی سے کہا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"لگتا ہے آج مادام کا موڈ خاصا براہم ہے، پاپائے تو میری مام کو تنگ نہیں کیا؟" نوروز نے جوس کا گلاس لیے شرارت سے کہا۔

"ارے ہمارے یہ مجال! یہ خوردار ہمیں تو معاف ہی رکھو۔" خاور نے ڈرنے کی ایک ٹنگ

کرتے ہوئے جواب دیا۔ "پھر! اب اس نے استفہامیہ انداز میں جواب دیا۔

"تمہاری شادی کو لیکر سیریس ہے۔ تم نے کچھ عرصے کی مہلت مانگی تھی مگر اب تو اس بات کو گزرے 2 سال ہو گئے لہذا اب وہ وقت تمام ہوا، اب تمہاری پیشی ہے۔" "اوہ اچھا یہ بات ہے اگر میں کہوں میں شادی کے لئے تیار ہوں۔" اس نے لہجہ کو سرسری بناتے جھج اور کانٹے سے مہارت کے ساتھ بوکل انڈے کھاتے کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ اب اس کی ماما کی خاموشی ٹوٹی تھی۔

"جی بالکل، آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا بیٹا جو کہتا ہے وہ کر کے بھی دکھاتا ہے۔" "اس کا مطلب تم نے کوئی لڑکی پسند کر لی ہے، کون ہے وہ؟ کہاں رہتی ہے؟ کیا نام ہے؟ خاندان کیسا ہے؟ پلیز مجھے تفصیل بتاؤ۔" اس کی ماما نے پر جوش ہو کر ایک ساتھ سارے سوالات کر ڈالے۔

"اوہ ماما! دیرین، سب کچھ بتاؤں گا۔" "ارے تم اب بھی میری بات کر رہے ہو میرا بس نہیں چل رہا ابھی تمہارا پرنسپل لیکر پینچ جاؤں۔" انہوں نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے کہا۔ ان کی بے قراری دیکھ کر خاور صاحب بھی مسکرا رہے تھے۔

"ہاں بھئی بر خوردار اب بتا بھی چکوا!" انہوں نے بھی گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے چھا۔

"ڈیڈ آپ نہ صرف اُسے اچھی طرح جانتے ہیں بلکہ وہ آپ کی لڈ بک میں ہے" نوروز نے ابھی بھی سہنس پھیلاتے جواب دیا۔

"کون؟ تم کس کی بات کر رہے ہو؟"

انہوں نے الما اُس سے حیرانگی سے پوچھا "ڈیڈ! میں مس شانیہ کی بات کر رہا ہوں میرا مطلب میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں" اس نے اب سنجیدگی سے اُس انداز میں جواب دیا۔ کیا.....؟ Are you Serious! دیکھو وہ بہت ہی خود دار اور سلیجی ہوئی بچی ہے تمہارے اور اس کے مزاج اور Status میں زمین و آسمان کا فرق ہے کیا تم ایڈ جسٹ کر لو گے؟" اب انہوں نے جا بختی نظر سے پوچھا۔ "اور کیا وہ بھی تم میں انٹر سٹڈ ہے؟"

"ارے نہیں پایا وہ اپنے کام سے کام رکھنے والی ایک سیلف ہیڈ لڑکی ہے اس کے تو فرشتے کو بھی میری پسندیدگی کا نہیں معلوم" اس نے جلدی سے شانیہ کی وکالت کی تو اس کے پایا مسکرانے لگے۔

"ہوں لگتا ہے صاحبزادے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبے ہوئے ہیں جو ابھی سے اس کی طرفداری کر رہے ہیں۔" اب انہوں نے تھوڑا آرٹیکلکس موڈ میں اسے چھیڑا۔

"ارے کوئی مجھے بھی بتائے گا یا آپ باپ بیٹے خود ہی ساری باتیں کرتے رہیں گے۔"

"ارے بیگم! آپ بس شادی کی تیاری کریں آپ کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ آپ کی ہونے والی بہو انتہائی قابل، ذہین اور سمجھدار بچی ہے بس جلد آپ رشتہ لے جانے کی تیاری کریں، ان کے پاپا کے بتانے پر وہ خوشی سے مسکرانے لگی۔

"اللہ کا شکر ہے میرے گھر میں بھی رونق ہوگی وہ مسز ہمیشہ کیسے ہر وقت اپنی بہو کی قابلیت اور خوبصورتی کے گن گاتی رہتی ہیں۔ اب میں بھی اپنی بہو کا تعارف فخر سے کرواؤں گی" ان کی اس بات پر دونوں باپ بیٹے کھل کر

ہنے لگے۔ آج نوروز کا لی خوش تھا۔

اتوار کی وجہ سے سب گھر پر ہی موجود تھے۔ ناشتے کے بعد سب صبح میں بیٹھے کپ شپ لگا رہے تھے دونوں بہن بھائی کیونکہ جھوٹ جاری تھی۔ شایہ دوپہر کے کھانے کے لئے آج ان دونوں کی فرمائش پر بیف پلاؤ، شامی کباب اور کھیر بنانے کی تیاری کر رہی تھی جبکہ اس کے ابا اخبار کے مطالعے میں مصروف تھے اسنے میں کورز پر رکھے پی ٹی وی ایل کے بجتے پر دنیا ل کو مجبوراً اٹھانا پڑا۔

”اسلام علیکم نوروز بھائی! کیسے ہیں آپ! کافی دنوں سے گھر بھی نہیں آئے ہم سب آپ کو مس کر رہے تھے۔“ اس کی بات سن کر شایہ نے اچھپتے سے اس کی طرف دیکھا۔

”کیا نوروز اس دن کے بعد بھی گھر آ چکا ہے، مگر مجھے کسی نے بتایا نہیں۔“ اسی الجھن میں اُسے بابا کی آواز سنائی دی۔

”بیٹا آج نوروز آ رہا ہے تم کھانے میں کچھ اور ڈشز کا بھی اہتمام کرلو۔“ وہ اپنے والد کی ہدایت پر کچھ پوچھنے کی خواہش کو دبائے صرف اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔

کھیر کا ارادہ ترک کر کے اس نے فروٹ سیلڈ اور جانیئر بنانے کا ارادہ کیا کیونکہ اُس نے نوروز کو کچ آدر میں عالیہ کے ساتھ اکثر انہی ڈشز کا آرڈر دیتے دیکھا تھا بہر حال اس کے کئی احسانات تھے جس کی وجہ سے وہ اس کی بہترین مہمان نوازی کی کرنا چاہتی تھی۔

تقریباً دو بجے ان کی آمد ہوئی شایہ اسی وقت شاور لیکر اپنے بالوں کو ڈرائز کرتے آئے تھے میں اپنا جائزہ لے رہی تھی۔ اُس نے موسم کی

سب سے زیادہ دلچسپی لانا کا چاہتا تھا اور اب بالوں کو ڈرائز کرنے کے باہر جانے کا سوچ ہی رہی تھی کہ اسی وقت میں نے معمول سے زیادہ چپکتے ہوئے اس کے میں دھاوا بول دیا۔

”آپ کو معلوم ہے کہ آج نوروز بھائی فیملی لے آئی ہے۔“

”اچھا، تو اس میں اتنی ایکسٹنٹ والی بات ہے؟“ اس نے سرسری سا لہجہ بھانسنے کی بات کو خاطر میں نہ لاتے جواب دیا۔

”ایکسٹنٹ کی تو بات ہے کیونکہ وہ آپ کو اپنے بیٹے کی عمر قید میں آپ کو دینا چاہ رہی ہیں۔“ اب اس نے گلے میں بازو جمائیں کر کے خوش سے بتایا۔

”کیا مطلب؟“ واقعی اب حیرانگی سے اس نے پوچھا۔

”دیکھا آپ بھی اُن کر جیران رہ گئی تان! اُن آئی نوروز بھائی کی ماما اتنی گریس فل اور ویل ایجوکیٹڈ ہیں اور وہ بھی نوروز بھائی کی طرح ملنسار خوش اخلاق ہیں لگتا ہی نہیں کہ وہ اسے بڑے بزنس مین کی وائف اور بیٹے کی ماں ہیں۔ جن کے گھر دولت کی ریل تیل ہے۔ ہائی سوسائٹی سے تعلق رکھنے کے باوجود اُن میں غرور نام کو نہیں سچ میں تو ان سے بہت مرعوب ہوں اور اب تو آپ بھی اس ویل مینر ڈاؤر ویل آف فیملی کا حصہ بننے والی ہیں جب میں اپنی دوستوں سے آپ کا تعارف شاہ بلڈرز کی بہو یعنی مسز نوروز کے طور پر کرواؤنگی۔ سچ میں سب رنک کریں گی قسم سے آپ آئی آپ ایسے ہی باوقار، مہذب اور خوش لباس شخص کے ساتھ ہی چپتی ہیں“ نازش ناں اسٹاپ شروع ہو چکی تھی۔

”بس کرو، چپ ہو جاؤ! ہمارے اور ان کے درمیان فرق ہے۔“

Status میں زمین آسمان کا فرق ہے مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ نوروز نے مجھ سے ذکر کے بغیر خود ہی اتنا بڑا قدم کیسے اٹھالیا؟ ماما کہ میں ان کی Employ ہوں مگر میری ذاتیات یا میری زندگی کے فیصلے کرنے کا ان کا کوئی حق نہیں“ اس نے دونوں انداز میں جواب دیا تو نازش کا سارا جوش جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

”وہ ہماری مہمان ہیں ان کی خاطر مدارات کرنا حق میزبانی میں شامل ہے اس لئے تم چلو میں آتی ہوں۔“ گویا اس نے بات ہی ختم کر دی۔ پھر نازش کے جانے کے بعد اس نے اپنا شخص بھال کیا اور وہ ان سے بالکل نارمل انداز میں ملی۔ جبکہ مسز خاور اُس سے بہت اپنائیت اور پیار سے ملیں جاتے ہوئے اسے اور اس کے بہن بھائی کو زبردستی کیش دیکر گئیں ان کی اپنائیت و خلوص دیکر وہ انکار نہیں کر سکی۔ پھر رات بھر وہ بے چین رہی اس کی اماں نے ان کی آمد کا مقصد اس کے گوش گزار کر دیا تھا اور اس کے بابا نے فیصلہ کا اختیار اُسے سونپا تھا۔ فی الحال وہ خاموش تھی۔ اگلے دن وہ معمول کے مطابق ناشتے کے بعد آفس کی تیاری کرنے لگی۔

نازش اس کا بغور جائزہ لے رہی تھی اُسے اپنی یہ ذہین و فطین اور محبت کے خمیر سے گوندھی بہن بہت عزیز تھی۔ اسے اندازہ تھا جب تک وہ خود نہ چاہے کوئی ان سے حال دل نہیں اگوا سکتا۔ نازش نے دل میں اس کے لئے بہترین فیصلہ کرنے اور ذمائی خوشیوں کی دعا مانگی۔ اس کا آفس کے کام میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔ دماغ میں نوروز کے پرنسپل کے بارے میں انوکھے خیالات و دوسو سے جنم لے رہے تھے جسے نوروز سے بات کر کے ہی دور کیا جاسکتا تھا۔

جیسے ہی نوروز کے آنے کی خبر ہوئی وہ کچھ

سوچ کر خود اعتمادی کے ساتھ اس کے آفس میں چلی آئی۔

”May I come in!“ نوروز نے بھی معمول کے مطابق اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اس کے چہرے پر کل اس کے گھر آمد کے حوالے سے کوئی شائبہ تک نہیں تھا۔

”جی مس شایہ! کیا آپ کو کوئی کام ہے؟“ بالآخر نوروز نے ہی اس کی مشکل آسان کی۔

”مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے“ اس نے بیٹھے ہوئے جواب دیا۔

”کہیں! میں ہمہ تن گوش ہوں۔“ اب نوروز نے مسکرا کر اس کی طرف توجہ سے دیکھا ستواں تاک میں جگمگاتی نور زمین اسے سنجیدگی، مہمانت والے چہرے پر خوب سچ رہی تھی۔

”آپ اچھی طرح جانتے ہیں میں یہاں کس حوالے سے بات کرنے آئی ہوں“ شایہ نے تھوڑا دل میں زچ ہوتے بظاہر سکون سے جواب دیا۔

”مس شایہ! مجھے کوئی الہام نہیں ہوتا، نہ ہی مجھے غیب کا علم آتا ہے اور نہ ہی آپ میرے حسین خواب میں آکر اپنے دل کی کوئی بات بتا کر گئی تھیں جو مجھے علم ہوتا۔“ اب نوروز نے بھی بظاہر بے نیازی سے جواب دیا۔ جس پر شایہ کا خون کھول گیا لیکن اس نے دونوں بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

”آپ نے میرے گھر پر پوئل کیوں بھیجا؟“ اس بار اس نے صاف گوئی سے پوچھا۔

”کیا مطلب؟ ایک لڑکی کے گھر پر پوئل کیوں بھیجا جاتا ہے؟“ نوروز نے الٹا اُس سے سوال کیا۔

”ظاہر ہے شادی کے لئے“ خود ہی جواب

دے رہے ہیں۔

کرنا چاہا۔

”میرا مطلب ہے، میرا کیا اجازت کے بغیر آپ کیسے اس طرح اپنے والدین کو میرے گھر بھیج سکتے ہیں؟“

”یہ تمہیں کس شایا مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ

آپ اتنی باہر کیوں ہو رہی ہیں، مجھے آپ پسند

ہیں جو فوٹیاں مجھے اپنی لائف پانٹر کے لئے

چاہیے آپ اس کے معیار پر پورا اترتی ہیں اور

زمانہ کے دستور کے مطابق میں نے مہذب

طرز سے اپنے والدین کے توسط سے بھیجی تو

اس میں غلط کیا ہے؟ یہی بات آپ سے معلوم

کرنے کی تو اگر میں دائرہ ایک آپ کو پوچھ کر

تو کیا آپ اسے قبول کر سکتے ہیں؟..... بلکہ

آپ ہمیشہ کی طرح اسے بھی میری کوئی پلاننگ یا

چال سختی لہذا میں نے پورے غصے میں بات

سنا کر اپنے والدین کو آپ کے بڑوں سے بات

کرنے کے لئے بھیجا مناسب سمجھا اور اب یہی

بات آپ کی اجازت کی، تو آپ کو پورا حق ہے

آپ اس پر پونڈ کو روک چکے ہیں اگر آپ کی

کوئی معقول وجہ ضرور ہوئی جائے۔ لیکن اگر

آپ کو اپنی خودداری مزید ہے تو مجھے بھی اپنی

ذات واپس پڑے۔ اب think اب مزید کی

بات کی تجویز نہیں میں آپ کے سامنے صاف

صاف ہر بات کوئی گزارش کر چکا ہوں پھر بھی اتنا

ضرور کہوں گا کہ میں کوئی دل چھینک یا ٹلرٹ

سرفی بنے نظر آتا ہے پھر رات کے لئے بائیس

سے ٹٹے میں بیٹھنے کی جرح گردش کرتی۔ اس

عرصے سے آپ یہاں جاب کر رہی ہیں

آپ نے میرے اہل خانہ سے

loose Character ہونے کی رپورٹ

سنی؟ آخر میں اس نے شایہ سے اپنے کمرے

کی گواہی چاہی تھی پر وہ لا جواب ہو گئی اور

کچھ کہے خاموشی سے وہاں سے اٹھ گئی۔

”Im sorry! آپ میری کسی بات

سے ہرٹ ہوئے ہو میرے ذہن میں اس سے

کے جواب کے لئے کوئی غلط سوچ نہیں اگر میں

آپ کو ایسا سمجھتی تو یہاں میں آپ کے یقین

دہانی پر دوبارہ جاب کرنی نظر نہیں آتی بلکہ

مدالی انتقالی کا نور طالعات کی وجہ سے کچھ غلط

نہیاں تھیں مگر میرا آپ کی طرف سے بالکل

صاف ہے۔ جہاں تک پر پونڈ پر اعتراض کی

’بات ہے تو آپ اور میرے Status میں

دشمنی و آسان کا فرق ہے۔ پانچ ہم کتنے ہی

برائے انداز میں جانیں۔ لیکن یہ معاشرہ سب سے

پچھلے شرائط کے بجائے Status پر مبنی نوک

کرتا ہے۔ یہ کہہ رہا ہوں بالکل نہیں کہ نوکری

آوازوں کر اس کے دروازے کی طرف بڑھتے

تو درگاہ ہے۔

”تو ہماری بھی ایک بات سختی جائے گی

ہو گیا تو شایہ بھی وہاں سے پلٹ آئی مگر اب اس

کا ذہن پر سکون تھا اسے اندازہ نہیں تھا کہ نوروز

اسے پسند کرتا ہے عزت و مان کے ساتھ بیٹا

چاہتا ہے۔ فیملی ہو چکا تھا اتنے اچھے اور محض

انسان کے رہتے سے انکا صواب قرار نہیں ہوتا

بلکہ اس نے ناٹش کے توسط سے والدین تک

رفا مند کی کامیابی پہنچا دیا تھا۔ جس پر وہ سب

خوش تھے اور ان کو خوش دیکھ کر شایہ کے دل میں

ڈھیروں اطمینان اتر آیا اسے لگا اس کی ساری

زندگی کی تنگن کا شراب سے نوروز کی محبت کی

صورت میں گم گیا ہے۔ اس کے دل میں بھی

اب نوروز کی محبت کا پرمندہ پر چھپا لگا تھا۔

اس کے بارے میں سوچنا اچھا لگا تھا۔ اُسے اپنا

آپ بہت سخت اور مجبور لگے۔ حیران کو مطمئن ہوا

تو وہ چلا چلی آئی۔

”پچھی آتی بڑی جری اور مجھے ابھی تک

بے خبر رکھا ہوا ناٹش کا جس نے مجھے یہ

خوبخبری سنائی؟“ اس نے شکوہ کرتے چار سے

کلے لگایا۔ اور اب سمجھ آیا کہ پونڈ کی میں

میرے پاس ملاقات کے بہانے نوروز واصل

تہمیدار دیدار کر کے آتا تھا اور میں خبری نہیں

ہوئی تھی اس سے بھی بہت ہوگی

”وہ میں تمہیں بتانے کا سوچ رہی تھی

کس.....“

کر دیر مزے جہاں ان بلکہ بہت خوش تھا۔

”اُف! مگر اللہ کا اُجھٹ کے امتحان میں بھی

مگر امتحان کی طرح مزہ ہوا دیکھ اپنا پڑے گا

تھیں اور پونڈ پچھلے سے زیادہ محبت

کے 24 گھنٹہ رہا ہے۔“ نوروز نے اپنے قریبی

دوست کے ساتھ اپنی خوشی شہر کر کے کہا جس پر

اس کا دوست بھی مسکرائے لگا۔ شام میں حیران کی

مبارکباد کی کالی آئی۔

”دیکھ میری دوست کوئی معمولی لڑکی نہیں

اس کا دل جیتنا اتنا آسان نہیں تھا۔ دعاؤ جو

تمہاری ہے جا تعریف اور حمایت کر کے

تمہارے لئے ہر لمحہ میں بنایا وہ نہ وہ عالیہ تک

چوڑی تھی ہر لمحہ سے۔ مرنی جانی، دیکھ میں سوچ

رہی ہوں غالباً کہ جب تم دونوں کے رہنے کے

بابت چلے گا تو اس کا کیا رد عمل ہوگا وہ تو

ایک طوفان طوفا کر دے گی۔“ حیران نے غصہ

تلا کر لیا۔

”کیوں؟ وہ ایسا کیوں کرے گی؟ میری

کوئی اس سے کونٹ نہیں جی جیسے تم اور اپنی

لوگ میرے دوست ہیں وہ بھی میری بہت

فریاد ہے۔“ نوروز نے لاپرواہی سے جواب

دیا۔

”وہ سب تو ٹھیک ہے مگر وہ تو تم پر صرف اپنا

حق سمجھتی ہے ناں؟“ یہ اس کی اپنی غلطی ہے

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com

www.burnernews.com